UNIVERSAL LIBRARY

شاعری کی تیسری کتاب

اُردو زبان کے قوافی اور عیوبِ قافیہ کا آسان قاعدہ

مصنفہ

مولانا خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت لکھنوی

باہتمام محمد ابراہیم مالک مطبع

گلشن ابراہیمی پریس لکھنؤ میں چھپی

بار اول

قیمت ۸ر

عطف اضافی

میں اس متاعِ تہی دست کو عالیجناب معلّی القاب
ابراہیم گوردا باوا سورتی مالک التجار رنگون دام اقبالہ
کے نام نامی سے معطوف کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں

اسلیے کہ

معطوف الیہ کی ذات اقدس خلوص معاطفت عزت افزائی
سخن شناسی میں اُردو و ادب کے قدر دانوں میں ممتاز ہے

خواجہ عشرت لکھنوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شاعری کی بنیاد کمزور ہوتی جاتی ہے - لوگوں نے تحقیق فن سے مطلب نہیں رکھا بعضوں نے تفنن طبع کے لیے سال چھ مہینے اسکا شوق کرلیا، اور بعض نے اظہار خوش گلوئی کو شاعری بھی حاصل کرلی - ورنہ یہ فن شریف شرفا تک محدود تھا جنکی تہذیب میں آداب شاعرہ بھی داخل تھے - امرا کی صحبتوں میں شعرا کو اسی واسطے جگہ ملتی تھی کہ یہ لوگ شریف النسب اور مہذب ہوتے تھے، روسا کو تہذیب کلام سکھاتے تھے - اب وہ دفتر گاؤ خورد ہوگیا - بعض نے اس پیشہ کو ذریعۂ عزت سمجھکر اختیار رکھا، مخرب اخلاق حرکتیں ہونے لگیں - میر شاعرہ کی جان مرحمت میں پڑنے لگی - پھر سب کے سب فن سے خالی، محض تکلمند، رئیسوں اور شریفوں کے پہلو بہ پہلو بیٹھ کر اُن کی تباہی کا باعث ہوے - امرا نے خیال کیا کہ بیک کرشمہ دو کار، چند قوال چند دلال طلب کیے، دو چار شاعر بلو الیے - آمدو رفت کا خرچ بھیج دیجیے تو شاعر ابا کی طرح نازل ہو جاتے ہیں اور دیمک کی طرح دولت چاٹ جاتے ہیں - اصول فن اور قواعد زباندانی سے نا واقف -

علم و فن کی سرد مہری دیکھکر میرا یہ خیال ہوا کہ فن کے وہ نکات جو مجھے ملک الشعرا میر سے سینہ بسینہ ملے ہیں، کسی شاگرد کو تفویض کرکے گوشہ نشینی اختیار کردوں، لیکن خوبی قسمت سے میرا کوئی شاگرد اتنا مستطیع نہیں ہے کہ وہ اطمینان سے اکتساب فن کرے - مجبور ہوکر ان نکات کو کتابی صورت میں لکھنا شروع کیا - سب سے پہلے میں نے کتاب زباندانی اور اصلاح زبان اُردو لکھی - یہ دونوں کتابیں بہت مقبول ہوئیں اور دو مرتبہ

چھپ چکیں۔ اسکے بعد قواعد میر کے نام سے ایک کتاب لکھی، یہ کتاب ذرا مشکل تھی خاص طبقے میں مقبول ہوئی۔ پھر شاعری کی پہلی کتاب اور شاعری کی دوسری کتاب طبع ہوئی۔ یہ کتابیں اس قدر مقبول عام ہوئیں کہ پہلی کتاب کا دوسرا اڈیشن بھی قریب ختم ہے۔ شعرا کا تقاضا تھا کہ میں تیسرا حصہ قافیہ کے بیان میں لکھوں، اگرچہ مجھے ابھی عروض کے متعلق اور بھی لکھنا باقی ہے، مگر اس میں قافیہ کا بیان شروع کرتا ہوں۔

عروض اور قافیہ میں وہی فرق ہے جو صرف و نحو میں ہے۔ یعنی عروض تو مشق کی کثرت سے حاصل کر سکتے ہیں مگر قافیہ کے سمجھنے میں دماغی محنت درکار ہے۔ عرب و عجم کے اہل فن نے اصطلاحات کثیرہ قائم کرکے اس فن کو معمہ بنا دیا ہے۔ بعض قواعد اصول زبان اُردو کے مخالف تھے، پھر اس فن کو نام نظم لکھنا بھی مشکل تھا۔ تاہم میں نے یہ کوشش کی کہ یہ شاعری کی تیسری کتاب بھی آسان ہو جائے۔

دو کتابیں اور بھی طبع ہو چکی ہیں۔ ایک "جان اُردو" ہے اور دوسری "اصول اُردو" اصول اُردو میں تو صرف و نحو کے آسان قواعد ہیں۔ جان اُردو میں ہم معنی الفاظ کا محل استعمال، فرق استعمال، اور محاورات کی تحقیق ہے۔

شاعر کو لازم ہے کہ علم عروض و قافیہ حاصل کرنے کے بعد شعر کہنا سیکھے۔ کم سے کم شعر زبان کے اعتبار سے عمدہ ہونا چاہیے۔ اسکے لیے زبان دانی کی سخت ضرورت ہے۔ اور مستند شعرا کی تقلید کی جائے۔ مضموں آفرینی کے خیال سے شعر کا حد زبان سے گر جانا نہایت مذموم ہے، زبان کا شُستہ ہونا اور مضمون کا پست ہونا عیب میں داخل نہیں ہے۔ شعر کی خوبی یہ ہے کہ اگر اُسکا مضمون نثر میں بیان کیا جائے تو لطف سے خالی نہ ہو۔ مجھے امید ہے کہ یہ شاعری کی تیسری کتاب بھی ملک میں مقبول ہوگی۔

خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت

احاطۂ خانساماں لکھنؤ

۴- جون سنہ ۱۹۲۱ء

شاعری کی تیسری کتاب

قافیہ کا بیان

اصطلاح میں قافیہ اُن چند حرفوں کا نام ہے جو ہر مصرع کے آخر میں ردیف سے پہلے آتے ہیں۔ یہ چند مختلف حرف مختلف الفاظ میں ہوتے ہیں، اور ان حرفوں کے معنی الگ الگ نہیں ہوتے بلکہ وہ ایک لفظ کا جزو ہوتے ہیں۔ ردیف اور قافیے میں یہ فرق ہے کہ قافیے کے الفاظ متفرق ہوتے ہیں اور ردیف کے الفاظ ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں۔ جیسے قبا ہوتی، جفا ہوتی، میں قبا اور جفا قافیہ کے حرف ہیں اور ہوتی ردیف ہے۔

حروفِ قافیہ تو نو ہیں، لیکن ان میں مقدم حرف روی ہے۔ اور اسی پر بنیاد قافیہ ہے، اگر حرفِ روی نہ ہو تو شعر کا قافیہ صحیح نہیں ہو سکتا۔ اور اگر روی ہو اور دوسرے حروف قافیہ نہ ہوں تو قافیہ صحیح ہو سکتا ہے۔ روی اُس حرف کو کہتے ہیں جو قافیے میں ضرور ہوتا ہے، اور اُسکی صورت ایک ہی ہوتی ہے اور معنی غیر مستقل اور مختلف رکھتا ہے۔ اگر روی کے بعد کوئی دوسرا حرف قافیہ کا نہیں ہوتا تو وہ ساکن ہوتی ہے، جیسے دوا، شفا، قبا میں حرف آخر الف ہے اور ساکن ہے۔ اور اگر روی سے قبل کوئی دوسرا حرف قافیہ کا نہیں ہوتا تو وہ حرف متحرک ہوتا ہے جیسے خدا، اور جفا میں الف روی ہے اور وہ ساکن ہے اور اُسکے ماقبل کا حرف متحرک ہے۔ یہی خالص روی کی پہچان ہے جیسے در، زر، گھر، قمر، سفر، جگر میں خالص روی حرف "ر" ہے اور اُسکے آگے پیچھے کوئی

دوسرا حرف قافیہ کا نہیں ہے۔ رقم، قلم، عدم، ستم، غم، الم، ارم، حرم، درم، کرم میں حرف آخر میم روی ہے اور ردہ ساکن ہے۔ اسکے ماقبل کا حرف متحرک ہے اسلیئے کوئی حرف اسکے ماقبل اور مابعد قافیہ کا نہیں ہے۔ نمک، ملک، فلک شک، تک، ھک، اس میں حرف کاف خالص روی ہے، اسکے ماقبل کا حرف متحرک ہے۔ پتھر، خنجر، سر، محشر، اخگر، مقدر، اکثر، بستر میں "ر" حرف روی ہے اور خالص روی ہے۔ بس، پس، ہوس، جرس، قفس، رس، نفس، عس، بوالہوس، خس میں "س" حرف روی ہے اور کوئی حرف قافیہ نہیں ہے۔ اب، سب، غضب، ڈھب، عجب، طلب، سبب، ادب، لب، جب، تب، کب میں حرف روی "ب" ہے۔ صورت، وحدت، شوکت، مدت، خدمت شہرت، عزت، حرمت، رفعت، وحدت، رحمت، ہمت اس میں حرف "ت" روی ہے۔ کفن، چمن، وطن، شکن، ہرن، برہمن، پیرہن، بدن، عدن میں "ن" حرف روی ہے۔ ابرو، آنسو، پہلو، تو، شو، کو، رو، بو، خوشبو میں حرف "و" روی ہے۔ مچل، بدل، کچل، کل، سنبھل، جل، گل، تل، پل اس میں "ل" حرف روی ہے۔ محفل، دل، سل، مل، مشکل، محمل، بسمل، تل میں "ل" حرف روی ہے۔ مجلس، مفلس، بجس، نرگس اس، جس، گھس اس میں حرف روی "س" ہے۔ احمد، امجد، محمد، کد، سد، جد، بد، حد، رد، صد میں "د" حرف روی ہے۔ حگ، اگ، سگ ٹھگ، میں حرف "گ" روی ہے۔ نٹ، کھٹ، پٹ، چٹ، جھٹ ہٹ، کٹ، میں حرف "ٹ" روی ہے۔ اور جھا، گھا، ایک حرف کا حکم رکھتا ہے۔ یعنی روی خالص کی یہ قید ہے کہ اسکا ماقبل حرف ساکن نہ ہو متحرک ہو۔ تو "جھٹ" میں جو دوچشمی "ھ" ہے وہ تو ساکن ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ اردو میں جو مخلوط "ھ" آتی ہے اس کا شمار حرف میں نہیں۔ جھا اور گھا اصل میں حرف جیم و گاف (ج۔گ) ہیں، اسلیے جھٹ میں "جھ" متحرک ہے

ساکن نہیں ہے۔ لق، شفق، ورق، فلق، شق، حق، عمق میں "ق" حرف روی ہے۔ بچ، پچ، سچ میں حرف "چ" روی ہے۔ ٹپ، تپ، جھپ، غپ، شپ میں "پ" حرف روی ہے گل، بلبل، قل، توسل، پل، جل، بل میں حرف "ل" روی ہے۔

قاعدہ - یاد رکھو دو حرفی لفظ میں حرف آخر ہمیشہ روی ہوتا ہے۔ جیسے ہم، جم آ، جا، چل، ٹل، رٹ، پٹ، بچ، سچ، اب، سب، ٹپ، تپ، دل، تل، گل، ال، رگ، سگ، حق، فق، بقید حرفِ آخر باہم قافیہ ہوسکتے ہیں۔ روی کا حرف نہیں بدل سکتا۔ روی کے ماقبل کا حرف بدل جاتا ہے لیکن اُسکی حرکت نہیں بدل سکتی۔ جیسے ٹل، چل، میں روی "ل" ہے اور ساکن ہے اور حرف اول "چ" اور "ٹ" ہے مگر دونوں کو فتحہ ہے۔ دل، تل میں حرف اول کو زیر ہے: اسلیے چل ٹل باہم قافیہ ہوسکتے ہیں کیونکہ دونوں کی حرکت ایک ہے۔ اور دل بل باہم قافیہ ہوسکتے ہیں کیونکہ دونوں کی حرکت ایک ہے۔ اسی طرح گل، پل دونوں باہم قافیہ ہوسکتے ہیں کیونکہ دونوں کی حرکت ایک ہے۔ اور حرف دوم ساکن ہے۔

جب کسی لفظ کا حرفِ دوم ساکن ہو اور حرکت حرف ماقبل ایک ہو اور حرف دوم واحد ہو تو دونوں باہم قافیہ ہوسکتے ہیں۔ اور ایسی روی کو روی مفرد کہتے ہیں۔ یعنی اس میں کوئی دوسرا حرف قافیہ کا نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ایک لفظ میں پانچ چھ حرف ہوں، اور ایک لفظ میں صرف دو حرف ہوں لیکن اُن کا حرفِ آخر ایک ہو اور حرکت حرف ماقبل مساوی ہو تو دونوں کو روی مفرد کہیں گے اور باہم قافیہ کریں گے۔ جیسے محفل اور دل کہ دونوں کا حرف آخر لام اور اُسکے حرف ماقبل کو زیر ہے۔ یا صندل اور بل کہ دونوں کا حرف آخر لام ہے اور حرف ماقبل کو زبر ہے۔

روی مفرد کا لفظ کبھی اسم ہوتا ہے کبھی فعل ہوتا ہے کبھی حرف بھی ہوتا ہے کبھی حرف معنوی واقع ہوتا ہے۔ جیسے

ستم ہی کرنا جفا ہی کرنا نگاہِ الفت کبھی نہ کرنا
تمھیں قسم ہے ہمارے سر کی ہمارے حق میں کمی نہ کرنا

ہماری میت پہ تم جو آنا تو چار آنسو بہا کے جانا
ذرا رہے پاسِ آبرو بھی کہیں ہماری ہنسی نہ کرنا

ہلاک اندازِ وصل کرنا کہ پردہ رہجائے کچھ ہمارا
غمِ جدائی میں قتل کر کے کہیں عدو کی خوشی نہ کرنا

مدار ہے ناصحو تمھیں پر تمام اب اُسکی منصفی کا
ذرا تو کہنا خدا لگی بھی فقط سخن پروری نہ کرنا

اس زمین "کبھی" میں حرف آخر (ی) روی ہے اور اسکے ماقبل بھ کو زیر ہے اسلیے روی مفرد ہے - یہ لفظ حرف ربط ہے - یعنی نہ اسم ہے نہ فعل ہے - "کمی" میں حرف روی حرف معنوی ہے یعنی یائے نسبتی، کم کی طرف نسبت رکھنے والا - یہ حرف اپنے مستقل معنی رکھتا ہے - اہل قافیہ عرب اور عجم کہتے ہیں کہ روی کا حرف غیر مستقل ہوتا ہے، یعنی لفظ کے ساتھ جزوِ لاینفک ہوتا ہے - اگر اسکو نکال ڈالو تو بقیہ لفظ کے معنی قائم نہیں رہتے نہ اس حرف کے کچھ معنی باقی رہتے ہیں، مگر اُردو میں ایسا نہیں ہے، یہاں بعض موقع پر حرف مستقل بھی روی بنجاتا ہے - اور یہ جائز ہے - "ہنسی" ہنسنا سے حاصل مصدر ہے اور اسکا حرف آخر بھی روی مفرد ہے - "خوشی" میں یائے مصدری لگا کر مصدر بنا لیا ہے - سخن پروری میں بھی یائے مصدری ہے - چونکہ حرف آخر ساکن ہے اور ماقبل کو کسرہ ہے اسلیے سب روی مفرد ہیں - رُت، بُت، دُت، اُچھت سب روی مفرد ہیں اور باہم قافیہ ہو سکتے ہیں - تپش، روش، خلش، سرزنش، پرورش، کشش میں حرف ماقبل کو زیر ہے -

روی مفرد کی مثال

بہارِ گُل ہے لگے تمھیں ستم ہے توڑنا گُل کا
تری گردن پہ ناحق خون ہو جائیگا بُلبل کا

اس قافیہ میں گُل، بلبل، توکل، پُل، ٹُل، دُلدُل، چُل، قُل سب روی مفرد ہیں اور حرف "ل" روی ہے - لام کے ماقبل جو حرف ہے اُسکو پیش ہے - سوا لام کے اور کوئی حرف داخل قافیہ نہیں ہے، لیکن اسکے ساتھ کوئی ایسا لفظ داخل قافیہ نہیں ہو سکتا جسکے آخر میں لام ہے اور اس کے ماقبل حرف کو زیر یا زبر ہے - جیسے دل جسمیں دال کو زیر ہے قافیہ نہیں ہو سکتا یا جَل جسمیں جیم کو زبر ہے قافیہ نہیں ہو سکتا -

اشک آنکھوں میں مری ہر دم رہا　　آبدیدہ صورت شبنم رہا

جم، غم، برہم، خم، سم، کم، دم، آدم، رم، مرہم، محرم اسکے قافیے روی مفرد ہیں۔

جب آئینہ خانے میں وہ مہ گیا　　ہر آئینہ منہ دیکھکر رہ گیا

مہ، رہ، سہ، ڈہ، کہ، قافیہ میں یہ سب روی مفرد ہیں ان میں کوئی دوسرا حرف قافیہ شامل نہیں ہے۔

جھونکے صبا کے آکے نا نچے وہ جڑ گئے　　غنچوں نے لی دہن کی جو ہیں منہ بگڑ گئے

اس میں جڑ، بگڑ، جھڑ، رگڑ، اکڑ، اجڑ، ادھڑ، بچھڑ میں حرف آخر "ڑ" ہے اور حرف ماقبل کو زبر ہے۔

صفائے دل نے کھویا یہ نشاں گردِ کدورت کا　　کہ ہر آنسو مرا تارا ہے چشم روزنِ در کا

در، تفکر، بہادر، تکبر، تصور، خر، سر کا حرف آخر "ر" ہے اور حرف ماقبل کو پیش ہے۔

نہیں چاک جگر کو حاجت بھروایا بخیش کا　　دل پرداغ ہے نقشہ کسی قصرِ منقش کا

آتش، غش، ترکش، روی مفرد ہیں۔

میں ازل سے بندۂ درگاہِ احمد ہو گیا　　حلقہ میرے کان میں میم محمد ہو گیا

قد، مرقد، زبرجد، برآمد، حد، اسود، سند، مقصد، ابجد، معقد، خوشامد، مرتد، مجلد، ارشد روی مفرد ہیں۔

دریا بھی مرے سامنے ہے خس کے برابر　　ہے ایک زبان منہ میں مرے دس کے برابر

"کے برابر" ردیف ہے۔ خس، دس، رس، مسدس، اطلس، نورس، مخمس، کس، بس، مقدس، مجلس، اقدس روی مفرد کے قافیے ہیں۔ ہرف، طرف، کف، صدف روی مفرد کے قافیے ہیں۔

جب یہ معلوم ہو گیا کہ جن الفاظ میں حرف آخر ایک ہو اور اسکے ماقبل کو حرکت موافق ہو وہ الفاظ چاہے جس قدر حرف رکھتے ہوں سب روی مفرد ہیں اور باہم قافیہ ہو سکتے ہیں۔

اہل قافیہ کی اصطلاح میں جب روی ساکن ہو تو ماقبل کی حرکت کا نام توجیہ ہے

توجیہ کسرہ، فتحہ، ضمہ سے مراد ہے۔ جیسے چمن کی توجیہ فتحہ ہے، دِل میں کسرہ ہے، گُل میں ضمہ ہے۔ اسکا بدلنا کسی حال میں درست نہیں۔ لیکن اگر کوئی شاعر غلطی سے توجیہ کو بدل دے تو وہ عیب میں داخل ہے اور اس عیب کا نام اِقوا ہے بکسر اول جیسے لَب اور کِب کے قافیہ میں۔

دل لگا کر آپ بھی غالب مجھی سے ہو گئے عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے

کیونکہ صاحب میں توجیہ (یعنی روی کے حرف اول) کو زیر ہے اور لَب اور کَب میں توجیہ زبر ہے اسلیے اِقوا ہے اور نا جائز ہے۔ یا شعر:-

یہ سودا تو دیکھو کہ دِل بیچتا ہوں مے شیشے کو زیرِ بغل بیچتا ہوں

دِل میں توجیہ کسرہ ہے، بغل میں توجیہ فتحہ ہے، دونوں کا اتصال جائز نہیں ہے۔

پھرے ہم چار سُو اے نیک باطن نہ پائی انتہائے فوجِ دُشمن

باطن اور دُشمن کے قافیہ میں عیب اقوا ہے اسلیے ناجائز ہے۔ اسی طرح محسن کا قافیہ گلشن، اور محفل کا قافیہ بلبل کرنا، ناجائز ہے۔ اور اسکو اقوا کہتے ہیں۔ اور اگر حرفِ روی ایک نہ ہو تو اس عیب کا نام اکفا ہے بکسر الف۔ جیسے نمک کو سچ کے ساتھ قافیہ کرنا۔ اور اگر یہی قافیہ قریب المخرج ہو یعنی لب کا قافیہ تپ کے ساتھ نظم کیا ہو، یا آس کا قافیہ خاص یا آتش کے ساتھ کیا ہو، طمع کا قافیہ دعا کے ساتھ کیا ہو تو اس عیب کا نام "اجازہ" ہے۔ شعرائے فارسی نے اسکو جائز رکھا ہے مگر اُردو میں کسی طرح جائز نہیں اور غلط ہے۔ یا حرف روی کو خلافِ اہل لغت و اہل اصطلاح مثل عوام کے غلط بولنا ناز کے لفظ کو مثل عوام ناج کہکر آج کا قافیہ کرنا، اس عیب کا نام "تحریفِ روی" (یعنی روی کو خراب کرنا) ہے۔

اس تمام بحث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ روی میں چار عیب بھی آتے ہیں، انکا لانا شاعر اُردو کو کسی طرح جائز نہیں۔ ایک اقوا ہے کہ حرف ماقبل روی کی حرکت موافق نہ ہو، جیسے مِل کا قافیہ پُل کے ساتھ کرنا۔ دوسرے، روی کو بعید المخرج حرف سے بدل دینا۔ جیسے خندق کو فلک کا قافیہ کرنا۔ اس عیب کا نام اکفا ہے

لیکن شرط یہ ہے کہ لفظ باعتبار لغت اور اصطلاح کے صحیح ہو۔

تیسرے روی کو قریب المخرج حرف سے بدل دینا جو از روے لغت و محاورہ غلط نہ ہو جیسے خبیث کو نفیس کا قافیہ کرنا۔ اسکا نام "اجازہ" ہے یہ بھی ناجائز ہے۔

چوتھے حرف روی کو خلاف تلفظ بدل دینا یعنی خلاف لغت اور اہل اصطلاح بولنا۔ جیسے ناز کو ناج بولنا اور راج کا قافیہ کرنا۔ اس عیب کا نام تحریف روی ہے۔ اور یہ چاروں عیب اُردو میں ناجائز ہیں۔

قاعدہ ۔ اُردو کے تمام اہل قافیہ نے اس غلطی کو جائز کرلیا ہے کہ اگر روی حرف الف ہے تو اسکا قافیہ عربی کے الف مقصورہ کے ساتھ جسے اہل کتابت بصورت یا (ی) لکھتے ہیں جائز ہے۔ یعنی موسیٰ عیسیٰ مصطفیٰ، مرتضیٰ، لیلیٰ، تجلیٰ، اعلیٰ، ادنیٰ، طوبیٰ، عقبیٰ کو تمنا، زیبا، عنقا، تماشا کا ہم قافیہ کرنا جائز ہے۔ اس صورت میں ان الفاظ کو موافق رسم کتابت اُردو الف سے لکھیں گے موسا، عیسا، مصطفا، مرتضا، لیلا، تجلا، اعلا، ادنا، عقبا۔ جیسے

بعد مردن بھی نہ جائیگی مری میخواری — لب کوثر بھی چلیگا تہِ طوبا ساغر

چاک سینہ جو ہوا عشق اُنھی میں اَسیر — ہم یہ سمجھے کہ رہ منزلِ عقبا نکلی

بتکدے میں لے تو ہمکو بھی تھوڑی دو جگہ — ہم یہاں آئے جو حکمِ حق تعالا ہوگیا

دانہ جو اُگتا ہے کہتا ہے زباں حال سے — خاکساری جسنے کی ادنیٰ سے اعلا ہوگیا

لیکن میر دہلوی کا یہ حکم تھا کہ ایسے قوافی ترکیب اضافی یا ترکیب عطفی عربی فارسی کے ساتھ اُردو میں لانا اور اُنکا رسم الخط بدلنا جائز ہے جیسے تہ طوبی یا برق تجلی یا منزل عقبی میں ہے۔ بلکہ ایسے لفظوں کو بغیر ترکیب عطفی و اضافی لانا چاہیے تاکہ رسم الخط اُردو اپنر جاری ہوسکے۔ اور جمہور شعرا کا قاعدہ یہی ہے کہ ہاے مختفی کو الف کے ساتھ قافیہ کرلیتے ہیں اور اُنکو بصورت الف لکھتے ہیں۔

جیسے فائدہ، قاعدہ، فسانہ، نشانہ، پروانہ دیوانہ، حوصلہ، مزہ، کلیجہ، شہرہ، ذرہ، کو زیبا، تنہا، شیدا، کے ساتھ قافیہ کرتے ہیں اور انکو بصورت الف لکھتے ہیں۔

زباں تک کوئی ایسا نالہ نہ آیا | کہ میرا منہ کو کلیجا نہ آیا
تپ سوز فرقت بھی کیا بد بلا ہے | مجھے کس نے دیکھا کہ لرزا نہ آیا

فاتحہ کو جب اٹھیں اسکی حنائی انگلیاں | قبر پر عاشق کی روشن پنجشاخا ہو گیا
زرد جب خوف معلم سے وہ چہرا ہو گیا | اور بھی زینت ہوئی مصحف مطلا ہو گیا
ہے وظیفہ قصۂ وحشت مرا ہر خار کو | آبلوں سے رشتۂ تسبیح جادا ہو گیا

اس میں پنجشاخہ، چہرہ، جادہ، کا آخر حرف ہائے مختفی ہے اور شیدا، تنہا کے قافیہ نظم کیا گیا ہے۔ لیکن میر دہلوی کا حکم اسپر بھی یہی ہے کہ ترکیب اضافی فارسی یا ترکیب عطفی لانا ناجائز ہے۔

قاعدہ۔ زکوٰۃ، صلوٰۃ، کو حیات، ممات کے ساتھ قافیہ کرنا اور زکات، صلات لکھنا جائز ہے

قاعدہ۔ تنوین کو بصورت نون لکھنا اور گلشن کا قافیہ کرنا جائز ہے۔ جیسے فوراً، اتفاقاً، گلشن، فن کے قافیہ میں لا سکتے ہیں۔ اور اسی پر عمل شعرائے ہند کا ہے اگرچہ یہ قواعد قید کتابت میں نہیں آئے۔

قاعدہ۔ ہائے مختفی اسکو کہتے ہیں جو امالہ میں باقی نہیں رہتی جیسے قبالہ، فسانہ، پروانہ، چہرہ، جادہ، پنجشاخہ، حوالہ، گلدستہ، غنچہ، شہرہ کہ بصورت امالہ حرف آخر یا (ی) سے بدل جاتا ہے۔ جیسے چہرے، جادے، پنجشاخے حوالے، فسانے، پروانے، قبالے وغیرہ۔

قافیہ کی بنیاد آواز پر ہے۔ یعنی جو حرف لکھنے میں نہیں آتا اور بولنے میں آتا ہے اسکو قافیہ میں داخل کر سکتے ہیں۔ جاہ، آگاہ، میں حرف روی سے اول الف ہے تو اسے اللہ، اللہ کے ساتھ قافیہ کر سکتے ہیں۔ اگرچہ ان

دونوں میں الف کو بصورت مستعملہ نہیں لکھا جاتا لیکن بولنے میں الف نکلتا ہے
اس لیے الف مان لیا گیا ہے

روی کے قافیے

گھر، تر، سر، بھر، گر، سر، توجیہ زیر ہے۔ صحن، کہن، فن، وطن، بدن، کفن، دشمن، مدفن، رہزن، دہن، سخن، تن، شکن، شیون، روشن، لگن، آہن، سخن، زمن، لگن، چمن، ہرن، حسن، معدن، امین، زن، لبن، جوشن، مسکن، دمن، روزن، ختن، گلشن، خرمن، توسن، توجیہ زیر ہے۔ نپٹ، کروٹ، چٹ پٹ، لپٹ، یوٹ، جگھٹ، غٹ، گھونٹ، انوٹ، لٹ، منہ پھٹ، رٹ، نٹ، چپٹ، سمٹ، نگھوٹ، بلٹ، اُلٹ، جھرمٹ، چوکھٹ، سمٹ، جھٹ، منٹ، تلپٹ، آہٹ، گھونگھٹ، پلٹ، چوپٹ، ہٹ، کُل، رُسل، ٹل، گُل، غل۔
نسب، حسب، شب، لب، کب، رب، حب، طرب، سب، سبب، عرب، نقب

قاعدہ ۔ بعض قوافی اگرچہ خالص روی ہیں اور کوئی دوسرا حرف قافیہ اُس میں نہیں، لیکن ہر غزل میں بسبب اختلاف وزن کے نہیں آسکتے۔ جیسے ثمر اور محشر کا قافیہ۔ اگرچہ دونوں میں مفرد روی ہے لیکن غزل میں اکثر دوحرفی سہ حرفی قافیے بلحاظ وزن کے الگ آئیں گے اور چوحرفی پنجحرفی الگ۔ جیسے ثمر، شجر، نظر، پر، سفر، اثر، قمر، سر، ایک غزل میں آئیں گے، مقدر، محیر، کبوتر، چکر، لشکر، دوسرے وزن میں آئیں گے۔ اور کبھی بعض پنج حرفی الفاظ بلحاظِ حرکات سہ حرفی قافیہ میں آجاتے ہیں جیسے

اجل نے قصہ مرا شب کو مختصر نہ کیا ۔۔۔ چراغِ زیست کو رخصت دمِ سحر نہ کیا
لیکن اس بحر میں چوحرفی قافیہ نہیں آسکتا۔

روی مفرد کی نظم مثال

خود اُسکا اپنی نزاکت سے زور چل نہ سکا ۔۔۔ نگہ جو مجھسے پھری تھی اُسے بدل نہ سکا

عیش بھی اندوہ فزا ہو گیا　　ہائے طبیعت تجھے کیا ہو گیا

لگا کر گلے رفعِ دل کی تپش کی　　بڑی آپ نے آج یہ پرورش کی

آتی تھی ایک حور مجھے دیکھ ہٹ گئی　　دانتوں کے نیچے داب زباں جھٹ پلٹ گئی

کسی کو بد کہے دشمن کسی کا　　نہ سننے دیگا اوچھا پن کسی کا

گرمیِ آہ نے کیا جلد اثر چھوڑ دیا　　لب کو تو خشک کیا آنکھ کو تر چھوڑ دیا

شوق کہتا ہے اُسکی محفل کا　　سیکھ رکھو سنبھالنا دل کا

درد ہی صبح تک جگر میں نہیں　　یا ہمیں آج رات بھر میں نہیں

لٹک کے زلفیں جو آپڑی ہیں کمر کسی کی لچک رہی ہے　　بلا کی آئی ہیں یہ گھٹائیں غضب کی بجلی چمک رہی ہے

ساقی تری مستانہ ادا اور ہی کچھ ہے　　یہ بیخودیِ ہوشربا اور ہی کچھ ہے

پوچھنا میری آرزو مجھ سے　　پھر یہ رنجش کی گفتگو مجھ سے

محبت کا تری بندہ ہر اک کو اے صنم پایا　　برابر گردنِ شاہ و گدا کو ہم نے خم پایا

پیامبر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا　　زبانِ غیر سے کیا شرحِ آرزو کرتے

ردف کا بیان

قاعدہ ۔ یہ تو تم کو معلوم ہو چکا کہ حرف روی جب اکیلا ہوتا ہے اور کوئی دوسرا حرف قافیہ اُسکے آگے پیچھے نہیں ہوتا، تو وہ لفظ کے آخر میں آتا ہے اور اُس کا بدلنا جائز نہیں ۔ اور اُسکے ماقبل حرف کا ایک ہی ہونا ضرور نہیں لیکن اسکی حرکت بدل نہیں سکتی ۔ اگر ماقبل کو زبر ہے تو سب قافیوں میں ماقبل کو زبر ہونا چاہیے اور اگر ماقبل کو زیر ہے تو سب قافیوں میں ماقبل کو زیر ہونا چاہیے ۔ اگر ماقبل کو پیش ہے تو سب قافیوں میں ماقبل کو پیش ہونا چاہیے ۔ اور اس اتفاق حرکت کا نام "توجیہ" ہے ۔ تمام اہلِ قافیہ توجیہ کا اختلاف ناجائز جانتے ہیں ۔ اور اگر غلطی سے کوئی شاعر کسی مطلع میں یا شعر میں ایسا قافیہ نظم کر جائے جسکی حرکت قافیۂ بالا کی حرکت کے خلاف ہو تو اس عیب کو "اقوا" کہتے ہیں ۔ فرض کرو ایک غزل کے مطلع کے قافیے محفل مشکل ہیں، اور اس میں ایک قافیہ بُلبُل کا نظم ہو گیا تو جملہ اہلِ فن کے نزدیک شاعر نے ایسی غلطی کی جو ناقابل معافی ہے یعنی روی کا حرف "ل" ہے تو وہ بلبل میں بھی موجود ہے لیکن اسکے ماقبل کی حرکت مشکل اور محفل میں زیر ہے اور اسی کو توجیہ کہتے ہیں ۔ بلبل میں "ل" کے ماقبل حرف یعنی "ب" کو پیش ہے ۔ اس سبب سے ۔ توجیہ یکساں نہ رہی اور اختلافِ توجیہ نے عیب پیدا کر دیا ۔ اس عیب کا نام اقوا ہے ۔

اب تمکو روی مفرد کی حقیقت معلوم ہو گئی کہ حرف آخر یکساں ہو اور ماقبل کی حرکت بھی ایک ہو تو دوسرے حروف کا معلوم کرنا بھی ضرور ہوا ۔ اول اس بات کو ذہن نشین کر لو کہ اگر قافیہ میں حرفِ روی نہ ہو تو وہ قافیہ جائز نہیں ہو سکتا ۔ لیکن اگر لفظ میں حرف روی کے ماقبل کوئی حرف علت ہے اور وہ ساکن ہے تو اس حرف علت کا نام "ردف" ہے اور ایسے قافیے کے واسطے یہ بات لازمی ہو گی کہ اسکے ماقبل بھی وہی حرف علت ساکن ہو اور اس حرف علت کے اول

جو حرف ہوگا اُسکی حرکت کا ایکساں ہونا ضرور ہے - حروفِ علت تین ہیں- الف
واوٗ - یے -

یہ تو تمکو معلوم ہے کہ گلشن، انجن، احسن، گفتن، وغیرہ قافیے روی مفرد ہیں -
لیکن یہ بھی یاد رکھو اگر انکے ماقبل کا حرف حرفِ علت ہوگا اور وہ متحرک ہوگا
تو بھی اُسے روی مفرد کہیں گے - جیسے آن جو بمعنی اناج ہندی ہے، گلشن
کے قافیہ میں آسکتا ہے اور اسکو روی مفرد کہیں گے - ردف میں جو حرف علت آتا
ہے اسکی صورت اور ہے - جیسے ایک لفظ ہے یار، اس میں بقول اہل قافیہ رے (ر)
حرف روی تو ضرور ہے مگر اسکے ماقبل حرف علت ہے اور حرف علت سے مراد عربی
فارسی اُردو میں صرف تین حرف ہیں یعنی الف - واوٗ - یے - پس یار میں رے
کے ماقبل الف ہے اگر اس الف کو زبر، زیر، پیش ہوتی تو ہم اسے بھی روی مفرد
کا قافیہ کہتے - لیکن اس میں حرکت نہیں ہے اور ساکن ہے اسلیے اسکو ردف کہتے ہیں
اور قافیہ میں اسکا لانا بھی ضرور ہوجاتا ہے - اب یار کے قافیہ کے لیے ہمکو اسکی ضرورت
ہوئی کہ کوئی ایسا ہی لفظ تلاش کریں جس میں روی سے ماقبل الف ساکن ہو- اور
چونکہ ساکن الف کے ماقبل جو حرف آتا ہے اُسکو سوا فتح کے اور کوئی حرکت نہیں
ہوتی اسلیے اسکی ضرورت نہیں ہے کہ الف کے ماقبل حرف کو کونسی حرکت ہے-
یار کے قافیہ کے لیے دو باتوں کی ضرورت ہے - ایسا لفظ ہو جسکے آخر میں رے (ر)
ہو اور اُسکے ماقبل الف ساکن ہو - غار میں یہ صفتیں پائی جاتی ہیں، لہذا یہ قافیہ
بن سکتا ہے - چار، غار، زار، خمار، تلوار، رفتار، پیار، امیدوار، سنگار، بہار،
یہ جملہ الفاظ یار کے قافیہ میں آسکتے ہیں - اسکے علاوہ اور بھی مختلف قافیے
ایسے آتے ہیں جن میں حرف الف ردف واقع ہے -

قاعدہ - قافیہ روی مفرد کم سے کم دو حرفی ہوتا ہے - پس جو لفظ دو حرفی ہے
وہ قافیہ روی مفرد بن سکتا ہے - اور قافیہ روی مع ردف کم سے کم سہ حرفی ہوتا
ہے اور اس میں روی کے ماقبل حرف علت ساکن ضرور ہوتا ہے - جو سہ حرفی لفظ

ایسا ہے جس میں روی سے قبل ایک حرف علت ساکن واقع ہوا ہے وہ روی مع ردف ہے۔

ردف کا بیان اور قافیے

جان، زبان، آسمان، باغبان، نشان، دُکان، جہان، مکان، امتحان، آستان، پاسبان، گمان، کمان، داستان، پان، استخوان، فغان، آشیان۔ یہ قافیے ایک بحر میں آسکتے ہیں اورسب روی مع ردف ہیں اسلیے کہ سب میں حرف نون ساکن روی ہے الفِ ساکن ردف ہے۔ عریاں، پنہاں، انساں، دوراں، خنداں، آساں، ناداں، ارزاں، باراں، رضواں، طوفاں، عصیاں، افشاں، گریباں، زنخداں، گریاں، گریزاں، افشاں، درماں، مژگاں، سلماں، قرآں، پریشاں، سلیماں، گلستاں، یہ سب قافیے ایک بحر میں آسکتے ہیں اور سب روی مع ردف ہیں۔ باد، یاد، شاد، صیاد، جلاد، بہزاد، پریزاد، فولاد، برباد، آزاد، فصاد، حداد، فرہاد، ایجاد، فریاد، آباد، شمشاد، امداد، بنیاد، سجاد، ارشاد، اُستاد، نقاد، ایراد، ہمزاد، میعاد، شداد، کیقباد، انشاد، حساد، افراد، امجاد، داماد، اُفتاد، بغداد یہ سب قافیے روی مع ردف الف ہیں۔ زار، بیمار، تلوار، رفتار، دیدار، خمدار، بیدار، دیوار، سوفار، ناچار، گلزار، عیار، میخوار، زنار، سرکار، بازار، غمخوار، نادار، غفار، رخسار، کرار، گلنار، اشعار، کہسار، جھنکار، اغیار، رفتار، انکار، دینار، گفتار، زردار، دیندار، دشوار، تیار، اظہار، خونبار، نار، انوار، آثار، اسرار، غدار، نادار، تار، خمار، ہشیار، مختار، شہسوار، خونخوار، دمدار، بیدار، آبشار، تکرار، تاتار، دار، پیکار، بیکار، اصرار، حضار، ناہنجار۔

اقبال، خال، چال، خلخال، غربال، حال، استقبال، ڈھال، بال، بلال، احتمال، غسال، ٹکسال، سال، اعمال، کال، تمثال، بھونچال، جال، رومال، خیال، تھال، مہنال، رال، شوال، ان سب قوافی میں ردف الف ہے۔ حجاب، آب، گلاب، حباب، عذاب، شراب، آفتاب، کباب، کتاب، خراب، جواب،

عتاب، حساب، خواب، قاب، تاب، عتاب، احباب، اصحاب، ارباب۔ افلاک، خاک، چاک، چالاک، آشناک، ادراک، تاک، ڈاک، لولاک، پاک، ضحاک، خاشاک، پوشاک، افلاک۔ آہ، گناہ، سیاہ، راہ، چاہ، نگاہ، کلاہ، شاہ، جاہ، الااللہ، کاہ، واہ۔ مقام، جام، کام، شام، ایام، دام، صمصام، گلدام، انزام، خام، دام، آرام، علام، حسام، بادام، احتشام، انتظام، انتقام، انصرام، گلفام، بام، سلام، عام، قیام، تمام، رام، نام، گمام، سام، اتمام، انجام۔ ان سب میں الف ردف ہے۔ آج، مزاج، سراج، واج، اناج، راج، تاج۔ جیم روی ہے الف ردف ہے۔ رات، بات، حیات، خیالات، اشارات، برات، ممات، قنات، واہیات، خرافات میں تے (ت) روی ہے الف ردف ہے۔ شاخ، کاخ، گستاخ میں خے (خ) روی ہے الف ردف ہے۔ کاش، تاش، قماش، بدمعاش، میں شین (ش) روی ہے الف ردف ہے۔ خاص، رقاص، خواص میں صاد (ص) روی ہے الف ردف ہے۔ ریاض، فیاض میں ضاد (ض) روی ہے الف ردف ہے۔ صاف، ناف، قاف، کاف، باف، لاف میں روی (ف) الف ردف ہے۔ چراغ، داغ، سراغ، باغ، ایاغ، کلاغ وغیرہ میں (غ) روی ہے الف ردف ہے۔ ناگ، باگ، ساگ، لاگ، پاگ، کاگ، میں گاف روی ہے الف ردف ہے۔ چپراس، عباس، پاس، ناس، باس، ساس، الماس، آس، وسواس، الیاس، قرطاس، خناس، عوام الناس، راس، ان سب میں سین (س) روی ہے الف ردف ہے۔ ساق، چاق، شاق، مشتاق، رواق، بیباق، مصداق، طاق میں قاف (ق) روی ہے الف ردف ہے۔ اثاث، اناث میں ثے (ث) حرفِ روی ہے الف ردف ہے۔ آپ، ٹاپ، باپ، الاپ، چھاپ، خاپ میں پے (پ) روی ہے الف ردف ہے۔ کاٹ، باٹ، پاٹ، چاٹ

لاٹ، سپاٹ، گھاٹ، ٹھاٹ میں ٹے (ٹ) روی ہے الف روف ہے۔ جھاڑ، بگاڑ، آڑ، تاڑ، بھاڑ، باڑ، دھاڑ میں رائے ہندی روی ہے الف روف ہے۔ صلاح نکاح، فلاح، ریاح، مباح میں حائے حطی روی ہے الف روف ہے۔ خیاط نشاط، رباط، بساط، سماط، انبساط میں طا (ط) روی ہے الف روف ہے۔ ساز، راز، ناز، نیاز، طراز میں زے (ز) روی ہے الف روف ہے۔ گاڑ کاڑ میں الف روف ہے۔ روف الف کی مثالیں نظم ہیں

خیال کیجیے تو آج کام میں نے کیا
جب آپ نے دی مجھے گالی سلام میں نے کیا

پرتو سے چاندنی کے ہے صحن باغ ٹھنڈا
پھولوں کی سیج پر آ کر دے چراغ ٹھنڈا

اس بندے کی چاہ دیکھیے گا
اور اسکا نباہ دیکھیے گا

چھوٹا نکلا قرار تیرا
اب کس کو ہے اعتبار تیرا

ہوا پیدا یہ درد دل سے کوہ قاف کا جوڑا
کہ واں پریوں نے قصہ اک کمر او صاف کا جوڑا

جو بھیجا ابر کو دریائے نادریاٹ کا جوڑا
تو واں بجلی نے طوفاں اور ہی گھر گھاٹ کا جوڑا

لیا چھین ابرو و مژگاں نے عام و خاص کا جوڑا
کہ ہے وہ چشم سعد ابن ابی وقاص کا جوڑا

جواہر سے ملا کون یاں اعراض کا جوڑا
یہ ہے باندھا ہوا خود مبدء فیاض کا جوڑا

دہ دو زلفیں نہیں ہیں ایک کالے ناگ کا جوڑا
بنایا جن کے پھنکارے کو حق نے آگ کا جوڑا

ترقی کا یہ پہنا اس پری نے تاش کا جوڑا
کہ اڑا کا فلک پر طائر شاباش کا جوڑا

شہرے دل اچاٹ سو اس نہیں اجاڑ سے
سر کو پٹکیے لے جنوں کونسے اب پہاڑ سے

نکلے ہے خوں ٹھہر ٹھہر دل کی ہر اک خراش سے
چھیڑ دو اسکو دوستو تیز قلمتراش سے

یاد رخ دیدہ پُر آب میں ہے
بوے گل جائے حباب میں ہے

جب اسیران گزشتہ کی حکایت یاد کی
رات بھر بیٹھا رہا نیند اڑ گئی صیاد کی

تری گلی سے پریشان و اشکبار آئے
لحد میں ہم دل بیمار کو اتار آئے

کچھ نہ کچھ گور غریباں پر بھی ساماں ہو گیا
چار تارے چرخ سے ٹوٹے چراغاں ہو گیا

آیا دہ ماہ لاؤ پیالہ شراب کا
مہتاب کے ہو ساتھ طلوع آفتاب کا

جو خاص بندے ہیں وہ بندۂ عوام نہیں
ہزار بار جو یوسف ہے غلام نہیں

آنکھیں کھلی ہوئی ہیں عجب خواب ناز ہے
فتنہ تو سو گیا ہے در فتنہ باز ہے

قاعدہ اُردو میں حرف ردف و حرف روی کبھی جزو کلمہ ہوتے ہیں اور غیر مستقل ہوتے ہیں اور کبھی مستقل معنی رکھتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اُردو میں حرف قافیہ مستقل اور غیر مستقل دونوں آتا ہے جیسے آسماں اور فغاں کے قافیہ میں

کیا غیر نکو قتل اُسنے موئے ہم رشک کے مارے
اجل بھی دوستو آئی نصیب دشمناں ہوکر

نہائیں جو لہراتی ہو زلف یار دریا میں
تڑپنے لگتی ہیں پانی پہ جیں مچھلیاں ہوکر

اور اگر روی کے قبل حرف واو ہو تو اسے ردف واوی کہتے ہیں۔ واو کے ردف میں الف روی نہیں ہو سکتا۔ نا ممکن ہے کہ واو اور الف دونوں حرف ساکن جمع ہو سکیں۔ الف اپنے ماقبل کو ہمیشہ متحرک چاہتا ہے۔ الف کا آخر میں آنا اور اسکے بعد واو کا ساکن ہونا غیر ممکن تھا اسلیے الف روی مع ردف واوی نہیں آسکتا۔ البتہ حرف بے (ب) روی مع ردف آتا ہے جیسے دوب، خوب، قلوب، یعقوب، ایوب، مصلوب، محبوب، معتوب، مقلوب، محسوب، اس میں حرف بے روی ہے واو ردف ہے۔

قاعدہ - ردف واوی میں اہل عجم کا دستور رہا ہے کہ وہ ضمہ معروف اور ضمہ مجہول دونوں کو ایک قافیہ میں نظم کرتے ہیں۔ قدمائے اُردو بھی انکی تقلید میں ایسا کرتے تھے مگر اب متروک ہے۔ ضمہ معروف اور ضمہ مجہول کے قافیے الگ الگ نظم کیے جاتے ہیں۔ خوب کا قافیہ ضمہ معروف رکھتا ہے یہ شوب کے قافیہ کیساتھ نظم نہیں ہو سکتا اس میں ضمہ مجہول ہے۔ شوب چوب کے ساتھ ہم قافیہ کرنا چاہیے کھوپ، پوپ، کوپ، الوپ، توپ، واو مجہول کے ردف ہیں اور (پ) روی ہے دھوپ، روپ، سوپ ضمہ معروف سے ہیں اور (پ) روی ہے۔ سوت، چوت مجہول کے ردف ہیں اور (ت) روی ہے۔ پوت، ملکوت، جبروت، ناسوت، لاہوت، یاقوت، بروت، قنوت، مبہوت واو معروف کے ردف ہیں اور (ت) روی ہے۔ گوٹ، لوٹ، پوٹ، چوٹ، کھوٹ، کھسوٹ، پوٹ،

بوٹ مجہول کے ردف ہیں اور (ٹ) روی ہے۔ ٹوٹ، پھوٹ، بوٹ، لوٹ، جھوٹ، سوٹ، معروف کے ردف ہیں اور (ٹ) روی ہے۔ نوج، موج، اوج، فوج، زوج، فتح ماقبل کے ردف ہیں اور جیم روی ہے۔ لوچ، موچ، نوچ ضمہ مجہول ماقبل کے ردف ہیں۔ پوچ، کوچ ضمہ معروف ماقبل کے ردف ہیں، گود، زود، دود، واؤ ماقبل ضمہ مجہول ہے۔ سود، دود، درود، درود، مسعود، معبود، موجود ردف واو ماقبل ضمہ معروف ہیں۔ فتوح، روح، ممدوح، مجروح، مذبوح ضمہ معروف سے واؤ کے ردف ہیں۔ ناسخ منسوخ، مطبوخ، کلوخ ضمہ معروف ماقبل سے واؤ کے ردف ہیں۔ ماخوذ، لذوذ، اعوذ، ضمہ معروف ماقبل واؤ کے ردف ہیں۔ حور، نور، نور، خوا ناسور، مزدور، مغفور، مسرور، مقہور، دفور، کافور، ظہور، مہجور، طیور، طہور، مہجور، معذور، مشہور، مزمور، منظور، ماثور، مذکور، ماقبل ضمہ معروف واؤ کے ردف ہیں۔ زور، شور، مور، پور، گور، کور، چور، ضمہ مجہول سے واؤ کے ردف ہیں جور، طور، یور، لاہور، لاہور، غور فتح ماقبل سے واؤ کے ردف ہیں۔ نچوڑ، جوڑ، توڑ، پھوڑ ضمہ مجہول سے واؤ کے ردف ہیں۔ دوڑ، جھوڑ، فتح ماقبل سے واؤ کے ردف ہیں۔ سوز، روز، آموز، خیمہ دوز ضمہ مجہول سے واؤ کے ردف ہیں۔ جاسوس، مانوس، مجوس، منحوس، مکھی چوس، ملبوس، نفوس، ضمہ معروف سے واؤ کے ردف ہیں۔ کوس، قدمبوس، ضمہ مجہول سے واو کے ردف ہیں۔ ہوش، جوش، خروش، پاپوش، گوش، خاموش، آغوش، نوش، حلوہ فروش، ہشیار ضمہ مجہول سے واؤ کے ردف ہیں۔ منقوش، فروش، ضمہ معروف سے واؤ کے ردف ہیں۔ خلوص، خصوص، ضمہ معروف سے واؤ کے ردف ہیں۔ مقروض عروض، فروض، معروض، مفروض ضمہ معروف سے واؤ کے ردف ہیں۔ ملحوظ محظوظ، محفوظ ضمہ معروف سے واؤ کے ردف ہیں۔ شروط، مربوط، مخلوط، مخبوط، مبسوط، ضمہ معروف سے واؤ کے ردف ہیں۔ ممنوع، مجموع، مسموع، مرجوع،

مرفوع، مشفوع ضمہ معروف سے واوٴ کے ردف ہیں۔ صوف، معروف، ملفوف، محذوف، مکفوف، مالوف، مصفوف، پروف، ضمۂ معروف سے واوٴ کے ردف ہیں۔ بوغ، دروغ، فروغ، دوغ، آروغ، ضمہ مجہول سے واوٴ کے ردف ہیں۔ طوق، شوق، ذوق، فوق، فتح ماقبل سے واوٴ کے ردف ہیں۔ بھوک، کوک، ہوک، چوک، تھوک، شکوک، مسکوک، ضمہ معروف سے واوٴ کے ردف ہیں۔ روک، ٹوک، تھوک، نوک ضمۂ مجہول سے واوٴ کے ردف ہیں۔ سوگ، روگ، لوگ، بھوگ، جوگ، ضمۂ مجہول سے واوٴ کے ردف ہیں۔ پھول، ٹول، معقول، مقبول، رسول، ملول، جھول، دھول، ہول، چول، نزول، معمول، وصول، حصول، فضول، قبول، موصول، جینڈول، طول ضمہ معروف سے ردفِ واوٴ ہیں۔ بول، ڈھول، تول، رول، جھول، گول، انمول، خول، کول، گھول، ضمۂ مجہول سے ردفِ واوٴ ہیں۔ ڈھول، بول، قول، ہول، فتح ماقبل سے واوٴ کے ردف ہیں۔ دھوم، چوم، روم، شوم، معصوم، بوم، مرحوم، مرقوم، مذموم، معلوم، مظلوم ضمۂ معروف سے واوٴ کے ردف ہیں۔ یوم، قوم، نوم، صوم، فتح ماقبل سے ردف واوٴ ہیں۔ خون، نون، زبون، چون، اون، ہارون، خاتون، مرہون، محزون، مقرون، مختون، مجنون، قارون ضمۂ معروف سے واوٴ کے ردف ہیں۔ افسوں، اموں، جوں، خوں ضمہ معروف سے واوٴ کے ردف ہیں (نون غنہ ہے) پرسوں، برسوں، ترسوں، اترسوں، سرسوں، ضمۂ مجہول سے ردف ہیں۔ نون غنّہ ہے۔ گروہ، گوہ، مود، کوہ، انبوہ، ضمۂ مجہول سے واوٴ کے ردف ہیں۔

مثال ردف واو کی

مرگیا لیکن نہیں منت کشِ گردوں ہوا	خاک سے پیدا ہوا اور خاک میں مدفوں ہوا
تو جو اللہ کا محبوب ہوا خوب ہوا	یا نبی خوب ہوا خوب ہوا خوب ہوا

ذکر تا ہوں کسی کی نرگس مخمور کا — سبحہ میرے ہاتھ میں ہو دانۂ انگور کا
اک جہاں عاشق ہے اُس یوسف کے سینے خوب کا — آئینہ پیش نظر ہے دیدۂ یعقوب کا
دیکھے جمال قصہ سنے میفروش کا — مطلب یہ آنکھ کا ہے وہ مقصد ہے گوش کا
قبر پر چند ہیں مرجھائے ہوئے پھول پڑے — آپ ایجاں جہاں آج کدھر بھول پڑے
آسماں نان جویں بھی دے تو نعمت جانیے — پاؤ روٹی بھی جو ہاتھ آئے سمجھیے توس ہے
خلشِ خار ہو وحشت میں کہ غم ٹوٹ پڑے — پر پھپھولوں میں ابھی تھے کہ پھوٹ پڑے
مجنوں کے جنوں کا شور کس نے دیکھا — شوریدہ سری کا زور کس نے دیکھا
یہ ہنت عنب سے دل ہے مانوس — مطلق نہیں پاس ننگ و ناموس
نالو یہی تھی سینہ میں بس دھوم تمھاری — نکلے تو خبر تک نہیں معلوم تمھاری
گل ہر اک ساغر بکف بلبل ہر اک نغمہ طراز — سیر باغ آتش مجھے پیمانۂ نادونوش ہے
تیغ کہتی تھی در فتح کی مفتاح ہوں میں — قول قبضہ کا یہ تھا قابض ارواح ہوں میں

ردفِ یا کا قاعدہ یہ ہے کہ روی سے ماقبل حرف یا ساکن آتا ہے اور اُسکے ماقبل کو کسرۂ مجہول ہوتا ہے یا کسرۂ معروف یا فتح ہوتا ہے۔ ترتیب، ادیب، لبیب، حبیب، طبیب، حسیب، منیب، رقیب، قریب، نصیب، عندلیب، ضمۂ معروف کے ردف ہیں۔ سیب، زیب، جیب، فریب، آسیب کسرۂ مجہول کے ردف ہیں۔ عیب، غیب، فتح ماقبل کے ردف ہیں۔ سیپ، پیپ میں روی (پ) ہے اور کسرہ معروف ہے۔ لیپ، کھیپ، گھیپ، چیپ کسرۂ مجہول ہے۔ پیٹ، لپیٹ، چھپیٹ، لیٹ، میٹ، بنیٹ، اسپیٹ، کسرۂ مجہول ہے۔ ڈھیٹ، کیٹ، بریٹ، چارشیٹ کسرۂ معروف ہے۔ کھیت، ریت، پریت کسرۂ مجہول ہے۔ ریت، جیت، پیلی بھیت، گیت کسرۂ معروف ہے۔ برچھیت، پھکیت فتح ماقبل ہے۔ بھیج، سیج، کسرہ مجہول ہے۔ ترویج، پیچ، تیج، کسرۂ معروف ہے۔ پنج، پیچ، بیچ کسرۂ معروف ہے۔ صبیح، تلمیح، تصحیح، توضیح، تصریح، تشریح، تفریح، فضیح، ملیح، کسرۂ معروف ہے۔ بیخ، ریخ، میخ،

کسرہ مجہول ہے۔ تاریخ، توبیخ، سیخ، پیچ کسرہ معروف ہے۔ ناہید، تقلید، توحید، تائید، تاکید، تجرید، دید، مرید، فرید، رشید، تہدید، تنقید، جدید، حدید کسرہ معروف ہے۔ کید، زید، وید، قید، ناپید، صید، فتح ماقبل ہے۔ جاوید، بھید، پھید، سفید، امید، خورشید کسرہ مجہول ہے۔ لذیذ، نبیذ، کسرہ معروف ہے۔ تقدیر، تصویر، فقیر، اخیر، نخچیر، سریر، توقیر، عالمگیر، وزیر، نظیر، کبیر، تعمیر، زنجیر، تشہیر، تعمیر، شمشیر، تطہیر، اسیر، جاگیر، منیر، تسخیر، قدیر، نذیر، سریر، تقریر، تحریر، تکبیر، اکسیر، تجبیر، کثیر، شریر، بہیر، کھیر، ضمیر، حریر، تدبیر، امیر، سفیر، صغیر، رہگیر، کسرہ معروف ہے۔ دیر، پھیر، اندھیر، گھیر کسرہ مجہول ہے۔ پیر، دیر، سیر، غیر، فتح ماقبل ہے۔ بھیڑ، ایڑ، کسرہ مجہول ہے۔ بھیڑ، پیڑ کسرہ معروف ہے۔ ریز، مہمیز، تیز، میز، آویز، ستیز، تبریز، کسرہ مجہول ہے۔ چیز، نیز، کسرہ معروف ہے۔ بیس، تیس، پچیس، چھبیس، ریس، ستائیس، اٹھائیس، انیس، تیس، اکیس، چالیس، رئیس، انیس، سلیس، جلیس، سلیس، فیس، نفیس کسرہ معروف ہے۔ بھیس، کیس، دیس کسرہ مجہول ہے۔ پیش، کمیش، ریش، بیش، درویش کسرہ مجہول ہے۔ عیش، طیش، جیش، مقیش فتح ماقبل ہے۔ حریص، قمیص، کسرہ معروف ہے۔ عریض، مریض کسرہ معروف ہے۔ فیض، بیض فتح ماقبل ہے۔ بسیط کسرہ معروف ہے۔ حفیظ کسرہ معروف ہے۔ سمیع، وسیع، وضیع کسرہ معروف ہے۔ تیغ، دیغ، میخ، کسرہ مجہول ہے۔ ضعیف، لطیف، کثیف، شریف، حیف، نحیف، طریف، ظریف، حریف کسرہ معروف ہے۔ فریق، عمیق، رفیق، دقیق، رقیق، شفیق، طریق، لئیق، نفیق، توفیق، عمیق، غریق کسرہ معروف ہے۔ بھیک، ہیک، رکیک، تاریک، باریک، تحریک، شریک، تشکیک، پیک، ٹھیک کسرہ مجہول ہے۔ نیک، ٹیک، ایک، لیک، کسرہ مجہول ہے۔ تملیک، پیک فتح ماقبل ہے۔ ریگ، دیگ، بیگ، تیگ کسرہ مجہول ہے۔ تیل، بھیل، ڈھیل، نکیل، سیل، کھیل، بیل، جھیل، ریل، کسرہ مجہول ہے۔ جمیل، سیل، میل، نیل، علیل، تلیل، جمیل، جلیل، خلیل، اصیل،

فصیل، ذلیل، دلیل، کیل، کھیل، ڈھیل، فیل، قتیل، قبیل، رذیل، ثقیل، طویل، جمیل، قندیل، ڈیل کسرۂ معروف ہے۔ سیل، بیل، ریل، فیل، ذیل، فتح ما قبل ہے۔ افہیم، رحیم، جسیم، سیم، نعیم، عظیم، علیم، تمیم، حلیم، رحیم، کریم، شمیم، نسیم، فہیم، ندیم، قدیم، اقلیم، تکریم، تعظیم، نیم، بیم، سیم، کلیم، کسرہ معروف ہے۔ تمیم، تہیم، ستیم کسرہ مجہول ہے۔ زمین، تمکین، آفرین، عالمین، مہجبین، حسین، مبین، اندوہگین، چرخ بریں، نگیں، لعیں، ثمیں، انگبیں، تزئیں، قالین، گلچین، پروین، یسین، چوبیں، تسکین، بالیں، نگین، شیریں، حزیں، قریں کسرۂ معروف ہے۔ شیون و شین، حسین، چین میں فتح ماقبل ہے۔ دیو، سیو، کسرۂ مجہول سے ہیں۔ شبیہ، پیہ کسرۂ معروف ہے۔

جسکے پہلو میں ہو تم اُسکا نصیب اچھا ہے
میری دانست میں تم سے بھی نصیب اچھا ہے

کب وہ آزاد بھلا مورد تحسین ہوے
بھول جو سبکو گئے دین سے بیدین ہوے

ناز کرنا دل حزیں نہ کہیں
چٹکیاں لے وہ نازنیں نہ کہیں

بن کے کچھ وصل کی تدبیر بگڑ جاتی ہے
یوں ہوتا ہے جو تقدیر بگڑ جاتی ہے

صدمہ سے حال سبط نبی غیر ہو گیا
تا صبح سب کا خاتمہ بالخیر ہو گیا

صبر کر سبط رسول ثقلین آتے ہیں
لے بہادر ترے ملنے کو حسین آتے ہیں

زہرا کا نور عین تمہارا اعیل ہے
پیاسو چلو کہ چشمۂ کوثر سبیل ہے

ان تنو کے سب فوجوں نے منہ پھیر لیا تھا
دو لاکھ کو دو تین تلبیوں نے گھیر لیا تھا

کشاف امر حق ہے بیان سعید کا
ہاں ترجمہ ہے مصحف رب مجید کا

ترے رخ کا کسے سودا نہیں ہے
گل لالہ تلک صحرا نشیں ہے

اب تمکو معلوم ہوا کہ حرف روی کے اول جو حرف علت ساکن آتا ہے وہ ردف اور اگر ساکن نہ ہو تو ردف نہیں ہے۔ یعنی جوان کا لفظ جسمیں واو کو فتح ہے ردف نہیں ہے اور جُون کا لفظ جسمیں واو ساکن ہے ردف ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھو کہ روی کے ماقبل جتنے حرف حرکتوں کے درمیان ہیں ساکن

آسکتے ہیں وہ سب قافیہ کے حرف ہوتے ہیں۔ یعنی۔ روی کے ماقبل کوئی متحرک حرف قافیہ کا نہیں آسکتا۔

اور یہ قاعدہ ضروری ہے کہ ردف کے ماقبل جو حرکت حرف کو ہو اسمیں اختلاف نہ ہونا چاہیے۔ ردف کی ماقبل حرکت کا نام حذو ہے (یعنی حے کو زبر ذال ساکن واو موقوف) اگر حذو بدلجائے یعنی۔ ردف کے ماقبل حرکت دوسری ہو جائے تو قافیہ صحیح نہ ہوگا۔ یعنی اگر کوئی لفظ ذیل جسکا اول حرف مفتوح ہے فیل کے ساتھ جسکا اول حرف مکسور ہے قافیہ کرے تو اختلافِ حذو ہو جائے گا اور اختلاف حذو جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر اختلاف حرکت مجہول معروف کا ہو جب بھی اختلاف حذو ہے یعنی نور کا قافیہ زور کے ساتھ کرنا ناجائز ہے۔ اور اختلاف حذو اسے بھی کہیں گے۔ بندق کا قافیہ طوق کے ساتھ کرنا ناجائز ہے جب کوئی ایسا قافیہ اختلاف حرکت کا کرے تو اس عیب کا نام سناد ہے اور یہ اُردو میں بالکل ناجائز ہے۔

ردف زائد کا بیان

اور جب کوئی ایسا لفظ ہو جسمیں حروف ردف یعنی الف۔ واو۔ یے ساکن کے بعد اور روی سے اول کوئی حرف ساکن ہو تو اس حرف کو ردف زائد کہتے ہیں۔ اور جس لفظ میں ردف زائد آتا ہے وہ چار حرف سے کم نہیں ہوتا چاند/ماند اسمیں حرف دال روی ہے نون ساکن غنہ ردف زائد ہے۔ الف ردف اصلی ہے اور (ج) قافیہ کا حرف نہیں ہے مگر اسکی حرکت داخل قواعدِ قافیہ ہے جسکا بدلنا ناممکن ہے۔

ردف زائد کے قافیے

کانپ، سانپ، جھانپ، ڈھانپ، ہانپ، بھانپ ان میں نون ردف ائدہ کی

دانت، آنت - بانج، مانج - بانچ، پانچ، جانچ، آنچ - چاند، ماند - راند، سانڈ، سانس، بانس، پھانس، کانس، دھانس، گھانس - جھانک، ٹانک، ڈھانک، پھانک - بانگ، دانگ، سانگ، چانگ - تاخت، پرداخت، ساخت، پرداخت، یافت، بافت - راست، درخواست، کم وکاست - جارج، چارج، چاشت، کاشت، برداشت، ہونٹ، گھونٹ ضمۂ مجہول ہے اونٹ گھونٹ فتح ماقبل ہے - سونس، گھونس ضمۂ معروف ہے - پوست، دوست ضمۂ مجہول ہے - سینک، چھینک کسرہ معروف ہے - سینک، پھینک کسرۂ مجہول ہے - سونڈ، کونڈ، بھونک، جھونک، پونچ، کھونچ، سونپ، چونپ، دوخت، سوخت، ضمۂ مجہول ہے - ڈینگ، مینگ کسرۂ معروف ہے - بوند، موند ضمۂ معروف ہے - جھونک، ٹھونک، بھونک، کوفت، روفت ضمۂ مجہول -

قاعدہ - چھ حروف ردف زائد ہوسکتے ہیں:- ر - سین شین - خ - ف - ن - ردف زائد میں بھی اختلاف حرکت ناجائز ہے -

قاعدہ - حرف روی جب تک اسکے بعد حرف وصل الف - واو - یے - نہ ہو ہمیشہ ساکن رہتا ہے لیکن اگر فارسی عطف و اضافت ردیف کے ساتھ ہو تو متحرک ہوجاتا ہے جیسے

سبزۂ خط سے بڑھا اور وقار عارض خضر آباد ہوا نام دیار عارض
اسمیں وقار، اور دیار کا "ر" جو روی واقع ہوا ہے اسکو زیر ہے

ہے یہ دو دن بزم میں ساقی و مطرب چنگ و شمع اکدن چھائی ہے اور بالیں ہے اور ہے سنگ و شمع
اسمیں چنگ و سنگ میں حرف روی "گ" ہے اور اسکو پیش ہے -

قید کا بیان

اگر کوئی لفظ ایسا ہے کہ اُس میں روی سے پہلے کوئی حرف سوا حرف علت کے ساکن ہے اور اس ساکن کے ماقبل کوئی حرف علت ساکن نہیں ہے تو حرف اسکا نام

اہل قافیہ میں "قید" ہے ۔ جیسے قند، بند، کہ اس میں روی حرف دال ہے، وہ ساکن اور دال سے پہلے نون ہے وہ بھی ساکن، نون سے پہلے بھی کوئی حرف علت ساکن نہیں ہے ۔ ایک میں "ق" ہے دوسرے میں "ب" ہے اور دونوں کو زبر ہے ۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ دال حرف روی ہے اور نون حرف قید ہے اور نون کے ماقبل حرف کو فتح ہے اور اس حرکت یعنی فتح کا نام حذو ہے اور اسکا بدلنا جائز نہیں ۔ یعنی اگر کوئی قند کو رند کے ساتھ قافیہ کرے تو ہم کہیں گے اُسنے اختلافِ حذو کیا ۔ فارسی والوں کا یہ بھی دستور ہے کہ وہ قید کے حرف کو بدلدیتے ہیں یعنی شعر کا قافیہ عمر کے ساتھ کر جاتے ہیں لیکن اُردو میں ایسا جائز نہیں ہے ۔

قید کے بعض قافیے

جست، بست، پست، مست، الست ۔ تخت، بخت، رخت، سخت، درخت ۔ طشت، دشت، گشت ۔ قند، بند، پند، فتح ماقبل ہے ۔ رند، ہند، کسرہ ماقبل ہے ۔ صبر، قبر، جبر، ابر، گبر ۔ چرچ، خرچ ۔ سرد، گرد، درد، مرد، زرد، درد، فرد، فتح ماقبل ہے ۔ ربط، ضبط، خبط ۔ وجد، نجد ۔ وصل، فصل، اصل ۔ نقل، عقل ۔ دخل، نخل ۔ بدر، صدر، قدر، غدر ۔ زشت، بہشت، چشت، خشت، کشت ۔ کسرہ ہے ۔ فصد، قصد، شمع، جمع، رعد، بعد ۔ نغز، مغز ۔ فکر، ذکر، شکل، اکل، بلخ، تلخ ۔ حلم، علم ۔

رنگ، بھنگ، سنگ، خنگ، تنگ، پاسنگ، پلنگ، ارتنگ، فرہنگ، نہنگ، درنگ، فرسنگ، زنگ، چنگ، ورنگ، تفنگ، چونگ، لہر، نہر، قہر، شہر، نہر ۔ برق، فرق، زرق ۔ طنز، کنز ۔ جسم، قسم ۔ رفت، زربفت، دق، نقر، بفتح اول ہے ۔ پسند، لمند، سپند، ارجمند، عقلمند، خورسند، چند، پند، بند، پابند، ارند، کھنڈ ۔ بخش، خش ۔ حشر، نشر ۔ جنس، انس ۔ نبض، قبض ۔ فرش، عرش، قرض، ارض، فرض ۔ رزم، بزم ۔ مشت، کشت ۔ دفل، نخل ۔ نرم، گرم ۔

پیچ، ریخ۔ گنج، سنج۔

قاعدہ۔ جس قافیہ میں حرف قید آتا ہے اس میں حرف روی حرف علت نہیں ہوتا۔ ہنس، الس فتح ہے۔ گفت، سفت پیش ہے۔ جست چست پیش ہے۔ مثال قید:-

کس لب پہ مری شان میں آسنت نہیں ہے	آفاق میں مجھسا کوئی سادنت نہیں ہے
نیلے ہیں یہ لب رنگ نکیوں زرد ہو میرا	تم پیاس بجھا لو تو جگر سرد ہو میرا
آنکھیں لڑائیں ہنسے جو اک خانہ جنگ سے	آئی صدا شکست کی چہرہ کے رنگ سے
زر دیا زور دیا مال دیا گنج دیے	اے فلک کونسی راحت کی عوض رنج دیے
یہ مجھکو شیوۂ افتادگی پسند ہوا	غبار بھی نہ صبا سے مرا بلند ہوا
حاصل ملیگا حشر میں اس کارِ کشت کا	ردے زمیں پہ ہے یہی ٹکڑا بہشت کا
صادق جو تھے وفا میں تو کامل تھے عشق میں	دونوں کے سر روانہ ہوے ہیں دمشق میں
کیوں چرخ کوئی خوش ہو کوئی دردمند ہو	نالہ ہمارا قہقہہ اُن کا بلند ہو

تاسیس و دخیل

اگر کوئی چو حرفی یا پنج حرفی لفظ ایسا ہے جسمیں روی سے پہلے ایک حرف متحرک اور اس متحرک لفظ سے پہلے الف ساکن ہے۔ جیسے سائل، مائل، قائل، زائل۔ اس میں روی لام ہے اسکے ماقبل ہمزہ زیر سے ہے اور ہمزہ سے پہلے ایک الف ہے۔ تو اس میں ہمزہ کا حرف "دخیل" ہے اور الف کا نام "تاسیس" ہے۔ یہ دونوں حرف بھی قافیہ میں داخل ہیں لیکن اہل قافیہ کہتے ہیں کہ اگر حرفِ دخیل بدل جائے تو بھی جائز ہے یعنی قائل کا قافیہ قاتل کر سکتے ہیں۔ اور دخیل کے حرف سب ہو سکتے ہیں یعنی اگر حرف علت میں سے واؤ یا یے کو دخیل بنائیں تو بھی ممکن ہے۔ جیسے سجاوٹ، لگاوٹ میں واؤ دخیل ہے اور الف تاسیس ہے۔ پنچایت، نہایت میں "ی" دخیل ہے الف تاسیس ہے۔ عجائب، غرائب، نوائب

نافع، صانع - سراسر، برابر - کابُل، بابُل -

اگر حرفِ روی کے ماقبل کی حرکت جسکا نام توجیہ ہے بدل جائے جیسے چمن، گُن کے ساتھ قافیہ کرجائیں تو یہ اختلافِ توجیہ ہے اور اس عیب کا نام اقواء ہے اور ردف کے ماقبل حرکت کا نام حذوُ ہے اگر حذو بدل جائے یا حرکتِ مجہول حرکتِ معروف کے ساتھ نظم ہو جائے یعنی نور کا قافیہ شور کے ساتھ نظم ہو جائے تو اس عیب کا نام سِناد ہے - قید کے ماقبل حرکت کا نام بھی حذو ہے اگر یہ حرکت بدل جائے یعنی دشت کا قافیہ کُشت کے ساتھ نظم ہو جائے تو اس عیب کا نام سِناد ہے یہ اُردو میں ناجائز ہے -

قاعدہ - قافیہ کے لیے حرفِ روی لازمی ہے اور دوسرے حروف بھی آتے ہیں - تاسیس و دخیل کے بعض قافیے شعرائے اُردو نے التزاماً پوری غزل میں نظم کیے ہیں:

غم کی ہر چند غمِ ہجر میں افزائش ہے — کاش اب بھی اجل آجائے تو آسائش ہے
غیرممکن ہے کہ ہو عاشقِ بیتاب سے صبر — چشمِ بد دُور نئی آپ کی فرمائش ہے
صدمہ ہوتا ہے جو دل پر اُسے پی جاتا ہے — آبِ دریا کی اسی کوزہ میں گنجائش ہے
دل ہو بیتاب مگر آہ نہ آئے لب تک — حکم یہ عشق کا وہ صبر کی فرمائش ہے

اس میں فہمائش، پیمائش، زیبائش، بخشائش، آلائش کے قافیے نظم کیے ہیں -

تاسیس و دخیل کی مثالیں

شوق میں ایک فتنہ قامت کے — ہم گلے مل گئے قیامت سے
ہیہی شہِ آوارہ وطن ہائے مسافر — مذبوحِ جفا تشنہ دہن صابر و شاکر
ہر چند کہ ہے عالمِ پیری سے نقاہت — باقی ہے مگر جسم میں ایماں کی حرارت
لشکر میں عجب طرح کا عالم نظر آیا — شادی کہیں دیکھی کہیں ماتم نظر آیا
نانا تو دیا اشرفِ ذریتِ آدم — بابا شہِ مرداں سا دیا فخرِ دو عالم
اب عاجز و بیکس کی شجاعت کو بھی دیکھو — لو فاطمہ کے شیر کی طاقت کو بھی دیکھو

قاعدہ کلیہ - اگر دو حرفی لفظ ہے تو اسکا آخر حرف روی مفرد ہے۔ جیسے کل۔

قاعدہ - اگر سہ حرفی لفظ ہے اور حرف اول و دوم دونوں متحرک ہیں تو حرف آخر خالص روی ہے جیسے قمر۔

قاعدہ :- اگر چو حرفی لفظ ہے اور حرف دوم الف نہیں ہے اور حرف اول و سوم متحرک ہے تو حرف آخر خالص روی ہے جیسے گلشن۔

قاعدہ - اگر سہ حرفی لفظ ہے اور اُسکا دوسرا حرف حرفِ علت ہے اور حرف اول متحرک ہے اور دوم سوم ساکن ہیں تو حرف سوم روی ہے حرف دوم ردف ہے۔ جیسے یار، نور، تیر۔

قاعدہ - اگر چو حرفی لفظ ہے اور اُسکا حرف سوم حرف علت ہے اور حرف سوم چہارم ساکن ہیں اور حرف اول دوم متحرک ہیں تو حرف سوم ردف چہارم روی ہے جیسے شعور، سوار، نصیب۔

قاعدہ - اگر چو حرفی لفظ ہے اُسکا پہلا حرف متحرک ہے دوم حرف علت سوم چہارم ساکن ہیں تو دوسرا ردف ہے تیسرا ردف زائد، چوتھا روی ہے جیسے ریخت، درخت کونت، دوست، بانس، مانگھ، چاشت۔

قاعدہ - اگر سہ حرفی لفظ ہے اور اسکا حرف دوم حرف علت نہیں ہے اور حرفِ اول متحرک ہے باقی ساکن ہیں تو اسکا دوسرا حرف قید ہے تیسرا روی ہے جیسے صبر، سخت، رفت، گفت، وصل فصل، بدر، صدر۔

قاعدہ - اگر چو حرفی لفظ ہے اور اسکا حرف سوم حرف علت نہیں ہے اور حرف اول دوم متحرک ہیں باقی ساکن ہیں تو حرف چہارم روی حرف سوم قید ہے جیسے پسند، تفنگ، بہشت

قاعدہ - اگر چو حرفی لفظ ہے اور اُسکا حرفِ دوم الف ہے اور اول و سوم متحرک ہیں باقی ساکن ہیں تو حرفِ دوم تاسیس ہے اور حرف سوم دخیل اور حرف چہارم روی جیسے قاتل، فاضل، طاہر، ظاہر۔

حرف وصل

روی کے بعد بھی حرف آتا ہے اور اُسکی صورت یہ ہے کہ اصل لفظ کے آخر میں تو حرف روی ہوتا ہے اور اسکے بعد جو حرف زائد یا الحقات یا علامتِ فعل ہوتا ہے یا اضافت کا حرف ہوتا ہے اُسکو وصل میں شامل کرتے ہیں جیسے کہا، رہا، بہا میں کہہ، رہ اور بہہ تو اصل لفظ یعنی فعل کی جڑ ہیں انکا حرف آخر روی یعنی "ہ" ہے۔ اسپر الف ماضی زیادہ کیا۔ کہا، رہا، بہا۔ یہ الف حرف وصل میں داخل ہے۔ اسی طرح فسانہ، نشانہ، میں جو "ہ" اظہارِ حرکت کے واسطے آتی ہے اُسکو بھی اہل قافیہ داخل وصل کردیتے ہیں۔ وصل کا حرف اکثر ایک ہی معنی کا ہوتا ہے یعنی فائدہ اظہارِ حرکت کا دیتا ہے یا علامتِ ماضی کا فائدہ دیتا ہے جیسے چھوڑا، موڑا، جوڑا، توڑا، میں الف وصل ہے۔ کبھی حرف "ی" جو علامت مصدر بنکر آتا ہے، فائدہ تصغیر کا دیتا ہے جیسے بیماری، تیاری میں یاے مصدری وصل ہے اور بڑی، گھڑی میں یاے تانیث ہے۔ اور کبھی لفظ کے حرف اصلی کو بھی حرف زائد کے ساتھ حرف وصل بناکر قافیہ کرلیتے ہیں۔ جیسے خالی کو لالی کے ساتھ قافیہ کرنا کہ لالی میں یاے نسبتی ہے اور خالی میں اصلی ہے۔ کبھی حرف اضافت کی (سے) وصل ہوتی ہے

بوے گل سونگھے ہی بس ہو وصلِ عندلیب ۔۔۔ اغیار اکثر دیتے ہیں داد التفات عندلیب

کبھی علامت مضارع کی "ے" کو یاے مضارع کے ساتھ وصل بناتے ہیں۔ جیسے

کوچہ اُس تُرکِ چمن کا کچھ چمن سے کم نہیں ۔۔۔ ہے مناسب خط جو میرا لیکے جاے عندلیب

اس سے معلوم ہوا کہ حرف وصل ایک ہی معنی کا ہو یا مختلف معنی کا دونوں طرح جائز ہے

مثال نظم:—

وصل کا پیغام لایا رتبہ عالی ہوگیا ۔۔۔ نامہ بر کو خلعتِ فرخندہ فالی ہوگیا

گلچیں اُجاڑنے کو اگر آشیانہ ہو ۔۔۔ بلبل اُسے خود آگ لگا کر روانہ ہو

داد پائی نہ یہاں سے کسی فریادی نے ۔۔۔ کردیے گھر کئی ویراں تری بیدادی نے

روز و دن میں کروں جو ہے پرستی | سو مجھے نہ سوائے فاقہ مستی
آنسو ہوے چشم تر سے جاری | کاجل سے ہی سیاہ کاری
ہوتی ہے زبان کو خموشی | کرتی ہے ہر آنکھ چشم پوشی
اُس سے کیا کیجیے بیدادگری کا شکوہ | ہنس پڑے سنکے جو زخم جگری کا شکوہ

قاعدہ - حرکت ماقبل قید کو حذو کہتے ہیں اسکا بدلنا جائز نہیں مگر بعض کا قول ہے کہ جب قید کے ساتھ حرف وصل آئے اور حرف روی متحرک ہو جائے اُسوقت حذو کا اختلاف جائز ہے یعنی بندی کو مہندی کے ساتھ قافیہ کرنا جائز ہے اور پستہ کو بستہ کے ساتھ - مگر ہمارے اُستاد اسکو جائز نہیں رکھتے

حرف خروج کا بیان

حرف وصل کے بعد جو حرف آتا ہے وہ خروج ہے - یہ بھی حرف وصل کی طرح زائد اور الحاقی ہوتا ہے -

چوسر کوئی چال لیا سکھاتا | شطرنج کا کوئی مہرہ آتا
اس میں حرف تے (ت) وصل ہے الف خروج ہے -

آڑی جو میان رقص آؤں | انگلی پہ فقیہ کو نچاؤں
اس میں واؤ وصل ہے نون خروج -

یہ کبھی چشم تونگر میں سمایا محتاج | گر گیا آنکھ سے جبدم نظر آیا محتاج
اس میں یے (ی) وصل ہے الف خروج ہے -

تیز خنجر ہو شہادت کے طلبگاروں پر | سرفروش آپکے دم دیتے ہیں تلواروں پر
واؤ وصل ہے نون خروج ہے -

دل وحشی کو مرے ہوش میں لاتے کیوں ہو | اور دیوانہ کو دیوانہ بناتے کیوں ہو
جو نکیرین گئے تربت میں ستانے کے لیے | کیا بلایا تھا ہمیں باتیں سنانے کے لیے
تصورِ لب جاناں میں داغ کھاؤں گا | چراغ آتش یاقوت سے جلاؤں گا

قاعدہ ۔ حرکت حرفِ دخیل کو اشباع کہتے ہیں اسکا اختلاف ناجائز ہے ۔ مگر بعض شعرا کہتے ہیں کہ جب روی حرفِ وصل سے مل کر متحرک ہو جائے تو اختلافِ اشباع جائز ہے ۔ جیسے برابری اور شاطری کا قافیہ کرنا ۔ لیکن خاندانِ میر میں جائز نہیں ہے ۔

حرفِ مزید کا بیان

حرفِ مزید حرفِ خروج کے بعد آتا ہے ۔ جیسے پریشانیاں میں یے ردی وصل ہے نون مزید ہے ۔ مثال

تلوار غرق خوں ہیں آنکھیں گلابیاں ہیں دیکھیں تو تیری کب تک یہ بے حجابیاں ہیں

حرف نائرہ کا بیان

مزید کے بعد حرف نائرہ آتا ہے لیکن اردو میں حرف نائرہ نہیں آتا ۔

قاعدہ ۔ شاعر کہتے ہیں کہ اگر قافیہ مفرد روی کے آخر حرفِ وصل آئے تو اسکی توجیہ کا بدلنا جائز ہے ۔ جیسے چلے کو کھلے کے ساتھ قافیہ کرنا ۔ لیکن خاندان میر میں جائز نہیں ہے ۔ جیسے

غلہ جو مرے خیمہ میں ہے آہ جلے گا فاقہ شکنی کے لیے وہ تم کو ملے گا

قاعدہ ۔ حرف روی صرف دو حالتوں میں متحرک ہو سکتا ہے ایک حرف وصل ملنے کے بعد دوسرے فارسی اضافت کے سبب جیسے بہارِ عالم نگارِ عالم

آئینہ رو جب ہوں دست اندازِ پشتِ آئینہ حیرت افزا کیوں نہ ہو اندازِ پشتِ آئینہ

ایطا ۔ یا ۔ شائیگاں

جب مطلع کے دونوں مصرعوں میں روی کا حرف ایک ہی معنی رکھتا ہو کہ جس سے تکرار معنی ظاہر ہو تو ایسے لفظوں کا ایک مطلع میں لانا ناجائز ہے اور اس عیب کا

نام ایطا ہے ۔ لیکن یہ قید صرف مطلع کے لیے ہے ابیات میں ایسا ہو تو شعرائے
اُردو نے جائز رکھا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ حرف روی ایک ہی معنی کا مکرر
مطلع میں نہ آئے ۔ قاتلان اور کاملان کا قافیہ جائز ہے اسلیے کہ قاتل اور
کامل میں لام حرف روی ہے اور دونوں لفظوں کے معنی الگ الگ ہیں، اور
الف نون وصل و خروج ہیں، اسلیے یہ قافیہ جائز ہے ۔ لیکن قاتلان اور
عالمان کا قافیہ جائز نہیں ہے اسلیے کہ الف اور نون کو روی بنا نہیں سکتے
کیونکہ نون دونوں قافیوں میں ایک ہی معنی کا ہے اور افادۂ معنی جمع دیتا ہے
دونوں حرفوں کے نکالنے کے بعد قاتل اور عالم ہم قافیہ نہیں ہوسکتے اسلیے اگر
انکو بلحاظ نون روی سمجھ کے قافیہ کریں تو ایطا ہے ۔ کیونکہ دونوں لفظوں میں
الف نون الحاقی ہے اور ایک ہی معنی کا ہے ۔ اس سے معلوم ہوا کہ روی کے
حرف کا ایک صورت اور ایک معنی کا ہونا ناجائز ہے اور اسی کا نام ایطا ہے
اسکی دو قسمیں ہیں ۔ ایک ایطائے جلی دوسرے ایطائے خفی ۔ ایطائے جلی وہ
ہے جس میں تکرار معنی ظاہر اور واضح ہو ۔ جیسے عقلمند اور حاجتمند میں کہ لفظ مند
جسکا دال روی ہے وہ دونوں جگہ ایک ہی معنی کا ہے اور علامت فاعل افادہ معنی
فاعل کا دیتی ہے اسکو ایطائے جلی کہیں گے ۔ اب ہم مند کو الگ کرکے دیکھیں
اگر بقیہ دونوں الفاظ ہم قافیہ ہوں تو اُنکا حرف آخر روی قرار دیں اور مند کو
وصل و خروج و مزید میں شامل کردیں ۔ لیکن عقل و حاجت دونوں ہم قافیہ نہیں
ہوسکتے اول تو دونوں کے آخری حرف جدا جدا ہیں، دوسرے ایک کے قافیہ
میں حرف قید ہے دوسرے کے قافیہ میں دخیل و تاسیس ہے ۔ بس اگر کوئی شخص
ان دونوں کو باہم قافیہ کرے تو ناجائز ہے ۔

جب حروف علامت فاعلی یا حروف جمع یا حروف منادی یا اور حروف
جو لفظ کے آخر واسطے افادہ معنی کے لگائے گئے ہیں اُنکو نکال ڈالنے کے بعد اگر
حرف روی دونوں لفظوں میں ایک ہی باقی رہے تو ایطا نہیں ہے اور اگر حرف

ردی مطابق نہ رہے تو ایطا ہے - مار اور ڈال باہم قافیہ نہیں ہیں انکو ماریں اور
ڈالیں بناکر ہم قافیہ کرنا غلط ہے اور اسی کا نام ایطاے جلی ہے - یا ایک ہی لفظ
کو جو ایک ہی معنی کا ہے مطلع کے دونوں مصرعوں میں لانا ایطا ہے جیسے خدا خدا
کو دونوں مصرعوں میں قافیہ بنانا بھی ایطا ہے - گلابیاں اور مستیاں کو قافیہ کرنا
ناجائز ہے اور ایطاے جلی ہے - غریباں اور درویشاں، تاجور اور نامور میں ایطاے
جلی ہے - ہندی الفاظ میں بھی ایطاے جلی اسی طرح واقع ہوتا ہے جیسے چلنا جانا
کہ جب علامتِ مصدر کو نکال ڈالیں باہم قافیہ نہ رہیگا اسلیے ایطاے جلی ہے -
چلنا اُٹھنا میں ایطاے جلی ہے - لیکن بعض فصحاے اردو کہتے ہیں کہ افعال ہندیہ
متعدی میں ایطاے جلی نہیں ہے اسلیے اسکو ایطاے خفی کہیں گے - جیسے اُٹھنا کو
جب متعدی بنایا تو اُٹھانا بنگیا اور چلنا کو جب متعدی کیا تو چلانا بنگیا - امر کا حرف
جو ساکن تھا اُسے متحرک کرکے الف سے ملا دیا اس صورت میں تکرار معنی پوشیدہ ہوگئی
اور الف تعدیہ لفظ کا جز بنگیا اور لفظ میں شامل ہوگیا اگرچہ حقیقت میں الگ ہے
اسلیے ایسے قافیہ کو ایطاے خفی کہیں گے یعنی چلانا اُٹھانا بہانا سنانا دکھانا بنانا
لانا ایطاے خفی ہیں اور انکا باہم قافیہ کرنا جائز ہے -

لیکن ایسے افعال جنکے تعدیہ میں الف نہیں آتا یا افعال لازم یا افعال
متعدی المتعدی جو اپنی علامتوں سے مل کر حرکت میں فرق پیدا نہیں کرتے اور
اُنکا از موافق روی نہیں ہوتا ایطاے جلی ہیں جیسے بدلنا، کہنا، متعدی اور سننا
جانا، چلنا، اُٹھنا، بیٹھنا لازم - انکو باہم قافیہ کرنا ناجائز ہے کیونکہ ان میں تکرار
ظاہر ہے اور یہ ایطاے جلی ہیں -

اسی بنا پر اہل عجم بھی کہتے ہیں کہ دانا اور بینا میں ایطاے خفی ہے اور اسکی
تکرار ظاہر نہیں اور حرکتِ نون نے صورتِ حال کو بدل دیا اسلیے اسکو ایطاے خفی
کہتے ہیں - اسی طرح گلاب اور آب کا قافیہ ہے گل کے ملنے سے آب کی صورتِ حال
بدل گئی اور حرکت مد نکل گیا تکرار معنی پوشیدہ ہوگئی - ایطاے خفی ہوگیا اگر اسکا اطلا

"گل آب" قائم رہتا تو تکرار ظاہر رہتی - آفتاب، ماہتاب ایطائے جلی ہے اسلیے
کہ اس میں تکرار تاب تاب کی ظاہر ہے اور تکرار معنوی اور لفظی دونوں ظاہر ہیں۔
ایک صورت ایطائے خفی کی اہل قافیہ نے اور بھی بیان کی ہے کہ اگر
قافیہ کا حرف آخر نکالنے کے بعد الفاظ سالم بامعنی اور خلاف قافیہ باقی رہیں
تو ایطائے جلی ہے جیسے چلنا اور رکھانا میں۔ اور اگر حرف نکالنے کے بعد لفظ
سالم باقی نہ رہے تو ایطائے خفی ہے جیسے چلانا اور دکھانا میں الف تعدیہ
حرف روی ہے اسکو نکالنے کے بعد چل اور دکھ رہا، چونکہ دکھ امر نہیں ہوسکتا
لہذا دکھا پورا فعل ہے اور دکھ دکھا کا غیر سالم ٹکڑا ہے اسلیے اس الف کو جزوِ
فعل سمجھا جائیگا اور ایسا قافیہ کرنا جائز ہوگا یعنی اسکو ایطائے خفی کہیں گے اسلیے
کہ تکرار حرف روی کی ظاہر نہیں ہوئی۔
تاباں اور درخشاں اگر ایک مطلع میں دونوں قافیے ہوں تو ایطائے جلی
ہے اسلیے کہ الف نون فاعلی ہے واسطے افادۂ فاعل کے آیا ہے۔ چونکہ نون حرف
روی ہے اور وہ حرف فاعلی واقع ہوا ہے اور افادۂ معنی فاعلی کے لیے آیا ہے
لہذا دونوں جگہ ایک ہی معنی کا صرف ہوا اور حرف روی ایک ہی معنی کا
ایک مطلع میں لانا جائز نہیں ہے لہذا اسکا نام ایطائے جلی ہے۔ اسی طرح فسونگر،
ستمگر۔ دردمند، حاجتمند۔ کمالات، مہمات۔ شنیدن و گفتن ایطائے جلی
ہیں۔ اور اگر ایک جگہ سلطان اور ایک جگہ درخشاں ہو تو تکرار معانی حرف روی
کی نہیں رہی اسلیے ایطا نہیں ہے۔ کھا اور جا دونوں امر ہیں انمیں حرف زائد
نہیں ہے اسلیے ایطا نہیں ہے۔ لانا، دنیا میں ایطائے جلی ہے اسلیے کہ نون
الف علامت مصدر ہے اور دونوں حرف ایک ہی معنی کے ہیں انکو نکال ڈالو۔
لا اور دے باقی رہتا ہے اور یہ الفاظ ہم قافیہ نہیں ہیں اسلیے لانا، دنیا کو اگر
قافیہ کروگے تو ایطائے جلی ہوگا - ۳۔ اور سنا کو اگر قافیہ کروگے ایطا نہ ہوگا۔
اسلیے کہ آ امر لازم ہے اس میں الف زائد نہیں ہے سنا امر متعدی ہے۔ انمیں

الف تعدیہ ہے پس حرف روی ہم معنی نہیں ہے اسلیے ایطا نہیں ہے۔ بتا اور
سُنا دونوں امر متعدی ہیں ان میں سے اگر بتا کا الف نکال ڈالوگے تو بت
ایک بمعنی لفظ رہ جائیگا اس سبب سے بتا میں تکرار معانی پوشیدہ ہے۔ یعنے
اسکا الف اگرچہ جدا ہے اور حرف تعدیہ ہے لیکن جدا نہیں ہوسکتا لہذا معنے
پوشیدہ ہیں اسکا قافیہ اگر سنا کے ساتھ کردگے تو ایطاے خفی ہوگا۔ اسی طرح
لگا اور دکھا بھی ایطاے خفی ہے۔

قاعدہ۔ اگر ایک جگہ قافیہ میں الف اصلی ہو اور ایک جگہ الف وصلی ہو اور
دونوں کو روی بنائیں تو ایطا نہیں ہے کیونکہ روی کے معنی بدل گئے جیسے پایا
اور بنایا۔ اس میں پا تو امر ہے اسکا الف جدا نہیں ہوسکتا۔ بنا متعدی ہے اسکا
الف جدا ہوسکتا ہے اسکو الف تعدیہ کہیں گے اسلیے دونوں کے معنی جدا جدا ہیں
لہذا دونوں کو ہم قافیہ کرنا جائز ہے جیسے

اہلِ دید کسی گل کا جو پایا مجھکو　　شکل نرگس ہمہ تن چشم بنایا مجھکو

قاعدہ۔ اگر حرف روی ایک جگہ امر متعدی اور دوسرے مصرعہ میں الف ماضی
ہو تو بھی ایطا نہ ہوگا کیونکہ امر کا الف اصلی ہوتا ہے اور غیر مستقل معنی رکھتا ہے۔
اور ماضی کا الف وصلی ہوتا ہے اور مستقل معنی رکھتا ہے جیسے

میں کہا ہاتھ مت لگا مجھکو　　اسنے اک داغ دل دیا مجھکو

اس میں لگا امر ہے اور دیا ماضی متعدی ہے اسلیے تکرار معنی نہیں ہے۔ لیکن اگر
دونوں جگہ ماضی کے معنی پر ہوتا تو ایطاے جلی کہا جاتا۔

جب وہ ماہِ تمام ہاتھ لگا　　تاب و طاقت نے تب جواب دیا

ایطاے جلی فارسی و عربی

تاباں، درخشاں۔ واعظا، ناصحا۔ رفتن، دیدن۔ زریں، سیمیں۔ ستمگر،
فسونگر۔ عقلمند، حاجتمند۔ بہتر، نکوتر۔ دوراں، گرداں۔ یاراں، دوستاں۔

غمگین شر گیں، گلہا، باغہا۔ کمن، کمن۔ دہر، رود۔ رخے، مرد ے۔ مومنات مسلمات۔

ایطائے خفی فارسی

دانا، بینا، شنوا، گویا، گریاں، خنداں۔ گلاب، آب۔ رنجور، مزدور، شاہا خداوندا۔ بینش، دانش۔

ایطائے جلی ہندی

چلنا، بدلنا۔ روٹیاں، لٹیاں۔ یاروں، احبابوں۔ بچپن، لڑکپن بستیاں گلابیاں۔ شہیدوں، عندلیبوں۔ کاٹنا، مارنا۔ ہڈیاں، بوٹیاں۔ جلنا، ہنسنا۔ رونا، کہنا۔ آنکھیں، کھاتیں۔ بنو، سنو۔ چالیا، فیلیا۔ گوتیا، تعلیا۔ بیٹھو، اٹھو۔ ماریں، ڈالیں۔ کاٹا، پیٹا۔ چلا، سنا۔

ایطائے خفی ہندی

بتانا، اٹھانا۔ دکھا، سنا۔ بتا، سنا۔ بتاؤ، بناؤ۔ دکھا، بسا۔ بچھاؤ، بٹھاؤ۔ دکھادو، لگادو۔ دکھلا، بھڑکا۔ ڈھانا، لگانا۔

قاعدہ۔ بعض شعرا کہتے ہیں کہ جن مصادر ہندی میں الف تعدیہ آتا ہے جیسے دکھانا، بتانا، لگانا، سنانا، بٹھانا، بھڑکانا، ڈھانا، بہانا، جلانا، بجھانا، چھڑانا اڑانا، بلانا، چلانا۔ یعنی علامت مصدر نکالنے کے بعد صیغۂ امر میں بھی الف قائم رہتا ہے جیسے چھڑانا کا امر چھڑا ہے اور کسی تصریف سے بھی الف خارج نہیں ہوسکتا۔ جیسے چھڑانا کی ماضی چھڑایا، چھڑایا تھا، چھڑایا ہے۔ اور مضارع چھڑائے۔ ان میں الف وصلی نہیں ہے بلکہ اصلی ہے۔ اور مصدر میں حرف اصلی کی پہچان یہی ہے کہ وہ امر میں قائم رہتا ہے اور کسی تصریف میں نہیں بدلتا

اور الگ معنی بھی نہیں رکھتا۔ اور اسی طرح وہ لازم مصدر جو امر میں الف رکھتے ہیں۔ جیسے آنا، سمانا، یعنی جنکا صیغہ امر لازم "آ" اور سما ہوتا ہے اور کسی تصریف میں نہیں بدلتے انکو ایک مطلع میں لانا جائز اور ان میں ایطا نہیں ہے۔ لیکن ایسے متعدی مصدر جنکے امر میں الف نہیں ہوتا اور جنکی ماضی بقاعدۂ تصریف الف لگا کر بنائی جاتی ہے ان میں الف کا روی کرنا جائز نہیں ہے اور ایطا میں داخل ہے۔ جیسے چلا، ہنسا، معنی ماضی۔ لیکن اگر یہی لفظ متعدی کے معنے امر ہے تو قافیہ جائز ہے۔ یعنی وہ لازم مصدر جو الف زیادہ کرکے متعدی بنائے جاتے ہیں اور وہ متعدی مصدر جو الف زیادہ کرکے متعدی المتعدی بنائے جاتے ہیں اور انکا الف تعدیہ کسی حالت میں نہیں بدلتا اور الف جزو فعل ہو جاتا ہے انکی ماضی یا سے بنتی ہے ان میں ایطا نہیں ہے لیکن اس قاعدہ کے پابند تمام شعرائے اردو نہیں ہیں اور ایسے فعل کو وہ ایطا کہتے ہیں۔

قاعدہ۔ اگر لفظ ایک ہی ہو اور اُسکے معنی دو ہوں تو مطلع میں اسکی تکرار جائز ہے کیونکہ ایطا میں تکرار معنی سے بحث ہوتی ہے نہ تکرار لفظی سے

کیا ہوں گدھی جو جان دوں بہرام گور پر
مرجاؤں تو نہ آئے وہ بندی کی گور پر

دونوں قافیوں میں گور کا لفظ ہے لیکن ایک جگہ قبر کے معنی پر ہے اور ایک جگہ نام ہے ایک شخص کا یعنی بہرام گور ایک لفظ ہے۔

دلِ مجنوں کو لیلی سے جو لے مانگ
یہ کافر ہے درخشاں ان میں وہ مانگ

خوش آئی رام کو جب خاکساری
ملی اپنے بدن پر خاک ساری

پکارا یے بلائے مضطرب دل کہ جی آیا
یہ کیوں لے ہی جان بیچین کد کیسا اپنا جی آیا

قطع امید نہ کر اُس سے لگی رہنے دے
آس باقی ابھی اور دل لگی رہنے دے

اسی طرح اگر حرف روی دوسرے معنی کے ہیں تو بھی مطلع میں لانا جائز ہے۔ جیسے درویشاں اور خنداں کا قافیہ کرنا جائز ہے اسلئے کہ ایک نون جمع اور ایک میں نون فاعلی ہے۔

قاعدہ۔ بعض شعرا کہتے ہیں کہ ایسے افعال متعدی جو الف تعدیہ نکالنے کے بعد انکے لازم کا استعمال خلاف قیاس سمجھا جاتا ہے۔ بجھاتا، چلاتا ان میں ایطا نہیں ہے کیونکہ یہ حرف مع تعدیہ مستقل ہیں اسلیئے الف تعدیہ اصلی ہے اور لازم غیر مستقل ہے مگر یہ قاعدہ قیاس سے باہر ہے کیونکہ بجھنا اور جلنا باہم قافیہ نہیں ہو سکتے اور انکا لازم بھی مستعمل ہوتا ہے

ایطا اور غیر ایطا کی تشریح امثال میں

ہمیشہ دست دل سے پاے کوباں پریشاں مثل زلف ماہرویاں

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کوب اور ماہرو ہم قافیہ نہیں ہیں اور الف نون حرف زوائد ہیں اسلیئے اس شعر میں ایطا ہے یہ خیال غلط ہے۔ اس واسطے کہ ایطا کی تعریف یہ ہے کہ قافیہ کا حرف آخر ایک معنی اور ایک صورت کا ہو۔ اس حالت میں ایطا ہوتا ہے۔ کوباں میں الف نون فاعلی ہے اور ماہرویاں میں الف نون جمع کا ہے لہذا دونوں ایک معنی کے نہیں ہیں اس واسطے ایطا نہیں ہے اور ایسا کہنا جائز ہے۔

تجرد رویشی طریقہ ہے رسول اللہ کا باندھیے تسمہ کمر میں تو بسم اللہ کا

اسپر لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ دونوں جگہ اللہ کا لفظ ایک ہی معنی پر ہے اسلیئے ایطا ہے۔ یہ بھی غلط ہے۔ رسول اللہ بترکیب اضافی علم اسم معرفہ ہے یعنی رسول اللہ سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ اس لیئے خدا کے معنی پر نہیں ہے ایطا نہیں ہو سکتا۔ جیسے کوئی شکر قند اور قند کا قافیہ کرے تو ایطا نہیں ہے یعنے شکر قند سے مراد اسم نکرہ ہے جو ایک پھل ہے اور دوسری جگہ قند سے مراد شکر ہے۔

مدرسہ یا دیر تھا یا کعبہ یا بتخانہ تھا ہم سبھی مہمان تھے واں تو ہی صاحبخانہ تھا

اس میں بھی ایطا نہیں ہے اسلیئے کہ بتخانہ بمعنی واحد مند رکے آیا ہے اور دوسری جگہ صاحب خانہ ہے یعنی گھر کا مالک۔ اس میں ایطا نہیں ہے

تکرار معنی نہ رہی۔

رکھے سیپارہ گل کھول آگے عندلیبوں کے ۔۔۔ چمن میں پھول گویا آج ہیں تیرے شہیدوں کے

اس میں ایطاے جلی ہے کیونکہ حرف نون جو ردی واقع ہوا ہے افادہ معنی جمع کا دیتا ہے۔ اور دونوں مصرعوں میں ایک ہی معنی کا آیا ہے اسلیے ایطاے جلی ہے

ہستی کو مثل نقش کف پا مٹا چلے ۔۔۔ عاشق نقاب شاہد مقصود اٹھا چلے

چوڑیوں کو نہ تم بڑھا رکھنا ۔۔۔ مہندی ہرگز نہ تم اٹھا رکھنا

تہنیت رعد نے چلا کے سنائی کیسی ۔۔۔ ہاں ابھی ہاں کوندکے بجلی نے ملائی کیسی

اس میں تمام افعال متعدی ماضی آئے یعنی لازم سے متعدی بنا کر استعمال کیے گئے ہیں۔ بعض اساتذہ اسکے قائل ہیں کہ الف تعدیہ اصلی ہے اور امر متعدی میں بھی نہیں بدلتا اسلیے اسمیں ایطا نہیں ہوسکتا۔ اکثر کہتے ہیں کہ الف تعدیہ الگ معنی رکھتا ہے اور واسطے افادہ معنی متعدی کے آتا ہے اور فعل لازم میں قائم نہیں رہتا لہذا حرف مستقل ہے اور معنی مستقل رکھتا ہے لیکن تکرار معنی پوشیدہ ہے اس واسطے ایطاے خفی ہے۔

جس دل کو ڈھونڈتا تھا وہ ہمنے بتا دیا ۔۔۔ اے درد عشق تجکو ٹھکانے لگا دیا

قدرت اللہ کی وہ مجکو دکھا جاتے ہیں ۔۔۔ پتلیاں جنکے وہ آنکھوں میں سما جاتے ہیں

وہ وحشی ہوں کہ کانٹے دشت میں سر پہ بچھاتے ہیں ۔۔۔ نکال آبلے زیر قدم آنکھیں بچھاتے ہیں

جسنے ہمارے دل کا موُنہ دکھلا دیا ۔۔۔ اس آئینہ کو خاک میں آتشنے ملا دیا

سبق ایسا پڑھا دیا تو نے ۔۔۔ دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے

جن شعرا نے افعال متعدی کے الف کو مستقل معنی قائم کر لیا ہے اور سمجھتے ہیں یہ الف افادہ تعدیہ دیتا ہے انھوں نے ایطاسے بچنے کی یہ ترکیب نکالی ہے کہ اگر افعال کا حرف تعدیہ نکال کر دیکھا جائے تو ایک قافیہ بے معنی رہ جاے گا جیسے بتا دیا میں بتا کا الف نکال ڈالو گے تو بت ایک بے معنی لفظ رہ جائیگا یعنی ایسا متعدی ہے جسکا لازم نہیں آتا۔ اور الف مستقل حرف نہیں ہے یعنی الگ

نہیں ہو سکتا اور الگ کرو تو بمعنی لفظ رہ جاتا ہے اسلیے اس میں الف اصلی ہے نقلی نہیں ہے دوسرے قافیہ میں الف تعدیہ ایسا ہے جو نکل سکتا ہے اور اپنے مستقل معنی رکھتا ہے یعنی اُٹھا کا الف تعدیہ ہے اور افادہ معنی متعدی کا دیتا ہے ایک قافیہ میں الف اصلی ہے جو اپنے لفظ سے جدا نہیں ہو سکتا اور مستقل معنی نہیں رکھتا دوسرے میں الف تعدیہ نقلی جو الگ ہو سکتا ہے اور مستقل معنی رکھتا ہے اسلیے دونوں الف کے معنی واحد نہیں۔ لہذا تکرار معنی نہیں ہے۔ اسلیے اس میں ایطا نہیں ہے۔

اسی طرح دکھانا اور سمانا دونوں کا الف الگ نہیں ہو سکتا اور غیر مستقل معنی رکھتا ہے یہ بھی ایطا نہیں ہے۔ بجھا اور نجھا میں بجھا کا الف نکال ڈالو تو لفظ بمعنی رہ جاتا ہے اسلیے الف غیر مستقل ہے۔ نجھا میں مستقل ہے اور اپنے معنی الگ رکھتا ہے۔ اسلیے تکرار معنی قائم نہ رہی۔ دکھا اور ملا کی یہی حالت ہے۔

معمولہ

جب قافیہ کا جز ردیف میں شامل ہو جائے اور قافیہ کا لفظ بمعنی رہ جائے تو اس عیب کا نام "معمولہ" ہے۔ جیسے گوہر قافیہ ہے اور سے ردیف ہے اسمیں شاعر نے غزل کہی۔ دفتر سے، گوہر سے، دلبر سے، ستمگر سے، بہتر سے، پتھر سے، ایک جگہ کہا ترسے۔ یعنی ترسے دیدار کو ترسے۔ تو اسمیں تر قافیہ ہے "ر" حرف روی ہے لیکن قافیہ بے معنی۔ کیونکہ ترسنا سے ترسے پورا لفظ ہے آدھے کو قافیہ کر لیا اور آدھا ردیف میں شامل ہو گیا۔ کبھی ایک قافیہ کو دو لفظوں سے بنا لیتے ہیں جیسے خالی، کالی میں لام روی ہے الف ردف ہے۔ ی وصل ہے اسکے ساتھ بنالی، اُٹھا لی کا قافیہ کرنا جو اصل میں بنال اور اُٹھال نہ تھا مگر بضرورت قافیہ فرض کر لیا گیا ہے۔ یہ ایک سخت عیب ہے مگر اردو کے شعرا نے ایسے قافیے کثرت سے نظم کیے ہیں اسلیے جمہور کی اتباع کرنا پڑتی ہے۔ لہذا معمولہ جائز ہے۔

کبھی حرف وصل ایک جگہ اصلی ہوتا ہے ایک جگہ وصلی جیسے اُتارا میں الف امنی ہے اتارنا سے اور ستارا میں الف اصلی ہے۔ دونوں کو ایک غزل میں لائیں تو یہ بھی معمولی ہے۔

غلو کا بیان

جب مطلع کے ایک مصرعہ میں حرف روی ساکن ہو اور دوسرے مصرعہ میں حرف روی متحرک ہو جائے تو یہ اہل قافیہ کے نزدیک عیب ہے اور اس عیب کا نام غلو ہے۔ اہل قافیہ نے صرف مطلع میں اسکو عیب مانا ہے وہ بھی ایسی حالت میں جب حرکت کے بڑھانے سے وزن میں فرق پیدا ہو جائے اور اگر مطلع کے سوا ابیات میں ہو تو ایطا کی طرح یہ بھی جائز ہے۔ غلو کی مثال :-

صلاح کار کجا و من خراب کجا　　ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

خراب میں روی مع ردف ساکن ہے اور تاب میں روی متحرک ہے اس لیے غلو ہے۔ اُردو میں بھی اگر ایسا عیب باظہارِ اضافت و سکون واقع ہو تو ناجائز ہے۔ جیسے

لے نہ جا تو سر باز ار قفس　　چیخ اُٹھیں نہ گرفتارِ قفس

اسی طرح ایک جگہ "تلوار ہے" اور دوسرے مصرعہ میں "سوتا رہے" ہو تو عیب اور غلو میں داخل ہے۔ اگر ترکیب اضافی فارسی میں نہ ہو اور سوا مطلع کے اور اشعار میں جن میں قافیہ ردف یا قید واقع ہو تو اُردو میں جائز ہے۔ جیسے مومن خاں مومن نے کہا ہے۔

میں اگر آپ سے جاؤں تو قرار آجائے　　پر یہ ڈرتا ہوں کہ ایسا نہ ہو یار آجائے

حسنِ انجام کا مومن مرے بارے ہے خیال　　یعنی کہتا ہے وہ کافر کہ تو مارا جائے

کیونکہ اُردو میں ساکن ثانی اور متحرک مساوی ہے۔ جیسے عروض میں فاع لاتن فاعلاتن دونوں اہل اردو کے یہاں کوئی فرق نہیں ہے تقطیع کے وقت ایسے

ساکن کو بضرورت متحرک کر لیتے ہیں - اسی طرح روی مفروکے بعد جب الف وصل ردیف میں ہوتا ہے تو روی متحرک ہو جاتی ہے اور ایسے موقعہ پر عیب نہیں -

مثال غلو کی

یک سحر بنما رخ گلفام را میدرم از ناصبوری جامہ را
عالمے را طشت از بام اوفتاد عشق رسوا کردنے تنہا مرا

حسینوں کے تیور پہ جب دم بل آئے تو عاشق کو پھر کس طرح سے کل آئے
ہیں زندگی اپنی دشوار تر ہے اجل جلد تیر ستم اب چلائے
چلائے میں روی متحرک ہو گئی ہے ایسے موقع پر غلو جائز ہے -
قاعدہ - بعض اہل قافیہ نے اس عیب کو بھی معمولہ لکھا ہے -

ردیف کا بیان

ردیف اُن الفاظ کو کہتے ہیں جو قافیہ کے بعد بار بار شعر میں آتے ہیں جیسے
میں نے کہا کہ دعوے الفت مگر غلط کہنے لگے کہ ہاں غلط اور کس قدر غلط
اس میں "غلط" ردیف ہے -
ردیف میں کبھی چند الفاظ ہوتے ہیں جیسے
زور ہے گرمی بازار ترے کوچے میں جمع ہیں تیرے خریدار ترے کوچے میں
اس میں "ترے کوچے میں" ردیف ہے -
قاعدہ - ردیف کا لفظ کبھی حرف کبھی فعل کبھی اسم ہوتا ہے
مری شاکی ہے خود میری فغاں تک کہ تالو سے نہیں لگتی زباں تک
اس میں "تک" ردیف ہے جو حرف ربط ہے -

انتظار اُنکا جو ہم آٹھ پہر کرتے ہیں — موے مژگاں بھی یہاں کار نظر کرتے ہیں

"کہتے ہیں" ردیف ہے جو فعل ہے۔ کبھی ردیف قافیہ کی مضاف الیہ ہوتی ہے

کبھی نہیں ہے آنکھ سے میرے بقاے عیش — میں آشناے رنج ہوں نا آشناے عیش

اس میں عیش ردیف ہے اور مضاف الیہ ہے۔

ردیف کیلیے ضروری ہے کہ ایک صورت کا لفظ ہو۔ مگر ایک معنی کا ہو ضرور نہیں

مجھ سے جب اوبتِ بے پیر گڑ جاتی ہے — دل بگڑ جاتا ہے تقدیر بگڑ جاتی ہے

اس میں پہلی ردیف یعنی بگڑ جاتی ہے خفا ہونا کے معنی پر ہے۔ دوسری کے معنی خراب ہو جانا۔ کبھی ردیف نہیں ہوتی محض قافیہ ہوتا ہے۔

حاجب کا بیان

حاجب اُس ردیف کو کہتے ہیں جو دو قافیوں کے بیچ میں آئے۔ فارسی میں حاجب بہت ہے اُردو میں نظر نہیں آیا۔ ذو قافیتین بھی اسکو کہتے ہیں

اے شاہ زمین بر آسماں داری تخت — سست است عدو تا تو کماں داری سخت

حملہ سبک آری و گراں داری تخت — پیری تو بہ اندیشہ و جواں داری بخت

اس میں داری ردیف ہے آسماں اور تخت قافیہ ہے۔

توسیع قواعد

اس کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہوگا کہ میں نے عرب و عجم کی تقلید بیجا نہیں کی بلکہ بلحاظ اہمیت زبانِ اُردو و استعمال شعراے ہند کو ملحوظ رکھکر قواعد اہلِ عرب اور اہلِ عجم سے جابجا اختلاف کیا، اُردو کے موافق قواعد مرتب کیے۔ تاہم ضرورت پیش آئی کہ بعض کلیات بھی قاعدۂ زبان اُردو کے لحاظ سے ترمیم کیجائیں جنکا ذکر کرتا ہوں۔

قاعدہ۔ تاسیس و دخیل کے متعلق جو قواعد اہل عرب عجم نے مقرر کیے ہیں اُنکا
ماحصل صرف یہ ہے کہ تاسیس اُس الف کو کہتے ہیں جو ساکن ہو اور اُسکے
بعد ایک حرف متحرک روی سے قبل آئے جسکا نام دخیل ہے۔ مثال میں صرف
دو چار الفاظ پیش کرکے اس بات کا بھی فیصلہ کردیا کہ اسکا لانا ضرور نہیں اور شاعر کو
اختیار ہے کہ اس سے جہاں چاہے روگردانی کرجائے۔ چنانچہ اسی خیال پر لوگوں نے
مطلع میں اسکی پابندی کی تو بھی اشعار میں اس سے گریز کیا۔ اس سے نہ صرف
قواعد شکنی ہوئی بلکہ بعض مواقع ایسے آتے ہیں جہاں شاعر کو مجبور ہو جانا پڑتا ہے
اور تاسیس و دخیل کا لانا ضرور ہوتا ہے۔ خلاف ورزی موجب ریشخند ہوتی ہے جیسے
مالی والی۔ جب یہ دونوں قافیے مطلع میں آجاتے ہیں تو شاعر مجبور ہوتا ہے کہ دخیل
کی تائید کرے۔ اور یہ عذر بارد پیش کرتا ہے کہ اس میں یائے وصل ہے۔ حالانکہ یہ
غلط ہے۔ کیونکہ دخیل لفظ کے حرف اصلی میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اور ماننا پڑتا ہے
کہ الف تاسیس لام دخیل ہے۔ اور ہے بھی یہی۔ تو ضرور ہوا کہ ہم بھی موافق
استعمال شعرائے ہند اسے تاسیس و دخیل مان لیں اور جب مطلع میں تاسیس دخیل
واقع ہو تو اشعار میں پیروی کریں۔ تاکہ حسن کلام باقی رہے اور شعرائے ہند کے
کلام سے یہ عیب بھی نکل جائے۔ جیسے ؎

سر افسر خواجۂ زمانہ ۔ شاہانہ ہر ایک کارخانہ

اس میں بھی الف تاسیس دنون دخیل ہے اور اسکے قافیہ اشعار میں فسانہ نشانہ
ہوں گے۔ تو اب ضرور ہوا کہ ہم موافق استعمال شعرائے ہند اگر مطلع میں تاسیس
و دخیل ہو تو اشعار میں اسکی پابندی کریں۔ اسی طرح مالک، سالک۔

ایک بات اور بھی ہے کہ تاسیس میں حرف علت میں سے صرف الف
کی قید کیوں لگائی۔ واؤ اور یے نے کیا قصور کیا تھا جبکہ اسی طرح واؤ اور یے بھی
آتے ہیں اور اسپر کوئی دوسرا قاعدہ بھی نافذ نہیں ہوتا۔ اسلیئے ہمارے نزدیک
ایسے الفاظ بھی حد تاسیس و دخیل میں آتے ہیں اور قاعدے میں صرف اتنی ہی

ترمیم کرنا ہوگی کہ اگر قافیہ میں کوئی حرف علت ساکن آئے اور اسکے بعد کوئی حرف متحرک روی سے قبل درمیان میں ہو تو وہ حرف علت تاسیس ہوگا۔ اور حرف متحرک دخیل۔ جیسے سوسن، توسن، جوشن، روشن۔ ڈھولک، گولک۔ سینی، چینی۔ بیسر، کیسر۔ سب میں تاسیس و دخیل ہے۔ اگر مطلع میں تاسیس و دخیل ہو تو اشعار میں لانا ضرور ہے، اور اگر مطلع میں نہ ہو اور اشعار میں ایسا قافیہ ہو تو روی مفرد میں شمار ہوگا۔ مثال:—

ہم وہ ناداں ہیں بولی ٹھولی میں … بلبلوں کو جو لیں ٹھٹھولی میں
رنج و غم کھانے کو خدا نے دیا … کیا نہیں مجھ گدا کی جھولی میں
منزل ہستی ہے یا میخانہ ہے … ہر قدم پر لغزش مستانہ ہے
آج میں ہوں اور وہ سفاک ہے … امتحان ہمت مردانہ ہے

قاعدہ۔ قافیوں کی حرکتوں کے چھ نام ہیں۔ توجیہ۔ روی مفرد کے ماقبل کی حرکت کا نام۔ جیسے دل میں دال کی زیر توجیہ ہے۔ مجرا بفتح اول حرف کی حرکت کا نام ہے جبکہ وہ متحرک ہو جیسے نشانی، بیانی میں نون حرف روی ہے اور وہ متحرک ہے۔ اشباع بکسر اول حرف دخیل کی حرکت کا نام ہے۔ نفاذ بفتح اول حرف وصل خروج و مزید کی حرکت کا نام ہے۔

قاعدہ۔ اقوا بکسر اول توجیہ کے اختلاف کا نام ہے جو اُردو میں ناجائز ہے۔ اکفا بکسر اول اختلاف حرف روی کے عیب کا نام۔ تحریف روی۔ حرف روی کو خلاف تلفظ الفاظ کے ساتھ بدلنے کا نام ہے۔ سناد بکسر اول حرف دخیل کی حرکت اور حرف ردف و قید کی ماقبل حرکت کے اختلاف کے عیب کا نام ہے اور یہ سب عیب اُردو میں ناجائز ہیں۔

تمت

فہرست مستند کتب اردو

کتاب	قیمت	کتاب	قیمت
بحر الفصاحت - علم معانی و بیان	سے	دیوان خلیل	۱۲ر
قرار اللغات - محاورات اردو کا لغت	سے	دیوان شاد پیر و میر	۱۲ر
بہار ہند - اصطلاحات اردو کا لغت	عہ	مثنوی شاد پیر و میر	۴ر
لغات کشوری - فارسی عربی لغت کا زبان اردو	صہ	دیوان لطافت لکھنوی	عہ
مرقع ادب - خطوط شعرا	عہ	دیوان تعشق لکھنوی	۸ر
مشاطۂ سخن - اصلاح شعر	عہ	دیوان مرزا محشر لکھنوی	۱۲ر
دستور الشعرا - تذکیر و تانیث	۴ر	دیوان طاہر	۱۲ر
مفید الشعرا - رسالہ تذکیر و تانیث	۸ر	دیوان رند	۸ر
قواعد حامدیہ - مرزا آوج کے صرفی قواعد	۴ر	دیوان ذوق	۴ر
دیوان داغ	عہ	دیوان غالب	۴ر
فریاد داغ	۴ر	دیوان صفیر	۶ر
دیوان قلق - مصنفہ آفتاب الدولہ	۱۲ر	دیوان وزیر	۱۲ر
مثنوی قلق	۸ر	گلشن اکبر	۶ر
نظم نگاریں - دیوان جلال لکھنوی	عہ	کلیات ناسخ	صہ
مضمونہائے دلکش - دیوان جلال	عہ	کلیات آتش	۱۲ر
دیوان بدر کمال - یعنی دیوان کمال	۱۲ر	کلیات سودا	[illegible]
دیوان خوبی سخن - ناتمام	۴ر	کلیات میر	عہ
مینائے سخن	۱۲ر	کلیات صبا	۶ر
نقشہ ضروریات شاعری	۲ر	کلیات انشا	[illegible]
دیوان دلگیر	۱۲ر	دیوان میر حسن	۱۲ر
رد واقعات انیس	۲ر	افادہ تاریخ گوئی	۴ر
موازنہ علامہ شبلی		منتخب القواعد جلال لکھنوی	۴ر

تصانیف مصنف

تذکرۂ آب بقا - مشاہیر شعرائے ماضی وحال کی دلچسپ کارآمد سوانح عمریاں و نشانات مزار و منتخب کلام مع خمخانۂ عشرت - قیمت عہ

قواعد میر - ملک الشعرا امیر تقی میر مرحوم کے سینہ بسینہ اُردو زبان کے صرفی نحوی قاعدے - یہ وہی جواہر ہیں جو ملک الشعرا نے اپنے فرزند میر کلو عرش کو بطور ورثہ عنایت فرمائے تھے اور انھوں نے اپنے سعادتمند شاگرد کو آخر وقت میں تفویض کیے - اس میں [illegible] ہے اور تذکیر و تانیث کے ایسے مبسوط کلیات ہیں جو آجتک زبان اُردو میں [illegible] قیمت [illegible]

اصلاح زبان اُردو - متروک الفاظ و محاورات کی تحقیق - عہد ناسخ سے امیر مینائی [illegible] تک جتنے الفاظ و محاورات ترک ہو چکے ہیں - اُن سب کا مفصل بیان - قیمت ۶ر

زبان دانی - اُردو زبان کے مبسوط و مستند قاعدے - فصیح و غیر فصیح الفاظ کی عالمانہ تحقیق نہایت فصیح زبان میں - قیمت ۶ر

شاعری کی پہلی کتاب - اُردو زبان میں فن عروض کی عام فہم کتاب - شاعری کا معلم شعر گوئی کا قانون - تقطیع کرنے کا آلہ - میزان سخن - آئینہ معلومات - شاعری اوزان کی کسوٹی جسکے مطالعہ سے ہر مبتدی بغیر اُستاد کی مدد کے کامل شاعر بن سکتا ہے - قیمت ۸ر

لغات اُردو - مصادر مفردہ کا کامل لغت - قیمت ۸ر (زیر طبع ہے)

پھولی - شریف بیبیوں کی تعلیم کی منزدہی کتاب - خاص محاورات اُردو زبان قدیم طرز معاشرت خاندانوں کی غیر منتظم حالات کا نقشہ - خانہ داری کے اصول تربیت کے پہلو - قیمت ۷ر

گلدستہ ظرافت - مذاق لطیف کی کنجی - ہنسنے ہنسانے کی کل - کشت زعفران - دل لگی کا میگزین - غم غلط کرنے کا بیمثل آلہ - لکھنؤ کی صاف و شیریں زبان میں - قیمت ۶ر

اصول اُردو - اُردو زبان کے صرفی و نحوی قاعدے - قیمت ۶ر

شاعری کی دوسری کتاب - اُردو زبان میں فن عروض کی عام فہم کتاب ہے قیمت ۸ر

شاعری کی تیسری کتاب - جس میں قافیہ کا عام فہم بیان ہے اور اسقدر سلیس ہر مبتدی بھی آسانی سے بغیر اُستاد کے فن قافیہ سے واقف ہو سکتا ہے - قیمت ۸ر

جان اُردو - الفاظ کا صحیح استعمال - محاورات کی تحقیق - قیمت ۶ر